اسباب فسخ نکاح

جن اٹھارہ 18 وجہ سے قاضی نکاح توڑ سکتے ہیں، ان کا ذکر ہے
اور تمام کے لئے آیتیں اور حدیثیں ہیں

مؤلف

حضرت مولانا ثمیر الدین قاسمی صاحب دامت برکاتہم

ناشر

مکتبہ ثمیر، مانچسٹر، انگلینڈ

Mobile (0044) 7459131157

نام کتاب............................اسباب فسخ نکاح

نام مؤلف......................مولانا ثمیر الدین قاسمی

ناشر...........................مکتبہ ثمیر، مانچیسٹر، انگلینڈ

نگراں.........................مولانا مسلم قاسمی سینپوری

طباعت باراول.......................مارچ ۲۰۱۲ء

پرنٹر.......................ایچ، ایس، پرنٹر، دہلی فون،

مؤلف کا پتہ

Maulana Samiruddin Qasmi

70 Stamford Street , Old trafford

Manchester,England -M16 9LL

E samiruddinqasmi@gmail.com

Mobile (00 44) 07459131157

ملنے کے پتے

امارت شرعیہ
مقام، پوسٹ پھلواری شریف،
ضلع پٹنہ، بہار، انڈیا
پین کوڈ 801505
tel 0091 612 2555014

ملنے کے پتے

خصوصیات اسباب فسخ نکاح

1	اس کتاب میں 18 اسباب لکھے گئے ہیں جن کی وجہ سے قاضی نکاح توڑ سکتے ہیں، یعنی نکاح فسخ کر سکتے ہیں
2	تمام اسباب کو الحیلۃ الناجزہ اور مجموعہ قوانین اسلامی سے لئے گئے ہیں ہر سبب کو اچھی طرح سمجھایا ہے
3	ہر سبب کے لئے آیت، یا حدیث، یا قول صحابی، یا قول تابعی لایا گیا ہے
4	ہر حدیث، یا قول صحابی کے لئے اصلی کتاب سے پورا حوالہ دیا گیا ہے تا کہ ہر سبب محقق ہو جائے
5	بہت آسان اندز میں لکھا ہے تا کہ ہر آدمی سمجھ جائے۔
6	اس زمانے کی مجبور عورتوں کے لئے بہت اچھا حل نکالا گیا ہے۔

فہرست مضامین	صفحہ نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب لکھنے کا مقصد

الحمد لللہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علیٰ رسولہ الکریم اما بعد .

ایک زمانہ تھا کہ اسلامی حکومت تھی اگر عورت کو شوہر کوئی تکلیف دیتا تو قاضی فورا اس کی دادرسی کرتا اور شوہر سے اس کا حق دلواتا، نفرت اور لڑائی کے باوجود عورت کو یہ خوف نہیں ہوتا کہ یہ مجھے جان سے مار دیگا، یا اتنا پریشان کر دیگا کہ عورت کی زندگی دوبھر ہو جائے گی، اس لئے شوہر کے گھر میں رہنے میں کوئی پریشانی محسوس نہیں کرتی، لیکن اس وقت صورت حال بالکل مختلف ہے، کہیں بھی ایسا قاضی نظر نہیں آتا جو بروقت دادرسی کر سکے، اور عورت کی جان محفوظ رکھ سکے، اس لئے نفرت کے بعد کوئی گرانٹی نہیں ہے کہ وہ شوہر کے گھر میں سکون سے زندگی گزار سکے گی، اس لئے نفرت کے بعد عورت کو شوہر گھر میں بھیجنا ایک مشکل کام ہے۔ اس لئے تفریق کا فیصلہ نہ بھی کرے تو عورت کو شوہر کے گھر میں بھیجنے کی ذمہ داری کوئی نہیں لے گا، کیونکہ عورت کوئی نقصان ہوا تو اس ذمہ دار کو سالوں کورٹ کا دھکا کھانا پڑے گا۔

1......دوسری طرف یورپ میں طرفہ تماشہ یہ ہے کہ human right (ہر انسان کو خوشی سے جینے کا حق) ہے اس کے تحت عورتیں حکومت کے ذریعہ سے Restraining order (شوہر کو قریب آنے سے روکنے کا حق)، لے لیتی ہیں، اس کا مطلب یہ ہوتا ہے چاہے عورت کی غلطی نہ بھی ہو پھر بھی شوہر عورت کے گھر کے قریب بھی نہیں آ سکتا، عورت کے گھر سے 500 پانچ سو میٹر دور دور ہی رہنا ہوگا، اگر وہ اس کی خلاف ورزی کرے گا تو حکومت سیدھا جیل میں دھکیل دیگی۔ ایسی صورت میں بیوی کو شوہر کے گھر پر جانے کا فیصلہ کیسے کوئی کر سکتا ہے۔

2......ایسا بھی ہوتا ہے کہ شوہر کے گھر میں رہتے ہوئے بیوی جج سے اپنے اوپر ہاتھ نہ لگانے کا حق حاصل کر لیتی ہے جسکو Non-Molestation order کہتے ہیں جسکی وجہ سے بیوی رہتے

ہوئے بھی شوہر بیوی سے ازدواجی رابطہ نہیں کر سکتا، ایسی خطرناک صورت میں تفریق نہ کریں تو کیا کیا جائے۔

3 ...... یہ صورت بھی بنتی ہے کہ بیوی انگریز جج سے Separation (علیحدگی) لے لیتی ہے یا Decree absolute کروالیتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اب وہ حکومت کے یہاں میاں بیوی نہیں رہے، اور دوبارہ واپس بھی جائے تو بہت مشکل ہے، اکثر مرتبہ حکومت یہ سمجھتی ہے کہ عورت کی جان کو خطرہ ہے، اس لئے رضامندی سے شوہر کے یہاں جانا بھی چاہے تو پولیس جانے نہیں دیتی، ایسی صورت میں اگر تفریق نہ بھی کرے تو کیا کرے، کب تک ئی عورت لٹکتی رہے گی۔

4...... بارہا یہ دیکھا گیا ہے کہ چاہے شرعی طلاق نہ ہوئی ہو پھر بھی وہ کسی مرد کے ساتھ میاں بیوی کی طرح رہنے لگتی ہے، اور زندگی بھر معصیت میں مبتلا رہتی ہے، اور چونکہ دیندار نہیں ہوتی اس لئے اس کی پرواہ بھی نہیں کرتی۔

5...... خاندان والے، یا کوئی آدمی کہہ بھی نہیں سکتا، کیونکہ حکومت عورت کا ساتھ دیتی ہے، حکومت کا نظریہ ہے کہ یہ عورت کا ذاتی حق ہے کہ وہ کسی کے ساتھ بھی زندگی گزارے، اس میں والدین، یا کوئی دخل انداز نہیں ہو سکتے، اب عورت دیندار نہیں، اس کو کوئی کچھ کہہ بھی نہیں سکتا ہے تو تفریق نہ کرے تو آخر کیا کرے!

6...... پھر یورپ کے میڈیا اور ٹیلی ویزن والے ایسے مسئلے کو بہت اچھالتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ دیکھئے مسلمان عورتوں پر ظلم کرتا ہے۔ بعض مرتبہ اتنا پیچھا کرتے ہیں کہ اسلام کو بدنام کر کے چھوڑتے ہیں۔

7 ...... یہ بھی ہوتا ہے کہ مثلا انگلینڈ کی عورت نے پاکستان میں شادی کی لیکن حکومت ویزا نہیں دیتی ہے، اور ایسی قانونی خامی ہے کہ آئندہ ویزا دینے کی امید بھی نہیں ہے، اور عورت پاسکتان میں جا کر رہنا نہیں چاہتی، کیونکہ انگلینڈ میں بڑی سہولت ہے، اب ایسی صورت میں کب تک عورت گزارہ کرے گی

یورپ کے ان تمام صورت حال کو سامنے رکھ کر یہ کتاب لکھی جارہی ہے، تاکہ اس کے ذریعہ میڈیا کی بدنامی سے بھی بچا جائے اور مجبور عورت کو زندگی گزارنے کا سہارا مل جائے۔

گزارش :

انسان خطا ونسیان کا پتلہ ہے اس کتاب کے لکھنے میں بہت سی غلطیاں ہوسکتیں ہیں اسلئے کرم فرماوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اسکی اصلاح کرلی جائے۔ میں اس سے خوش بھی ہونگا اور شکرگزار بھی ہوں گا ۔

شکریہ

حضرت مولانا مسلم قاسمی صاحب سینپوری سلمہ نے کتاب کی چھپائی کے وقت نگرانی کی ہے میں ان کا شکر گزار ہوں۔ خداوند قدوس ان حضرات کو پورا پورا بدلہ عطا فرمائے۔

اللہ تعالی اس کتاب کو قبولیت سے نوازے اور ذریعۂ آخرت بنائے۔ اس کے طفیل سے ناچیز کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور کمی کوتاہی کو معاف فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

مؤلف کا پتہ	ثمیر الدین قاسمی غفرلہ
Maulana Samiruddin Qasmi 70 Stamford Street , Old trafford Manchester,England -M16 9LL E samiruddinqasmi@gmail.com Mobile (00 44) 07459131157	سابق استاد حدیث جامعہ اسلامیہ مانچیسٹر ۱۱رفروری ۲۰۱۲ء

اس کتاب کو مجموعہ قوانین اسلامی سے ہی مرتب کیا ہوں

ضروری نوٹ: حنفی، شافعی، مالکی وغیرہ کی ابتدائی کتابوں میں فسخ نکاح کے اسباب پر کوئی با ضابطہ باب نہیں باندھا ہے صرف خلع کے باب کو نمایاں کیا ہے۔ اس لئے قاضی کن اسباب کی بناء پر نکاح فسخ کر سکتا ہے اس بارے میں اختلاف ہے۔ لیکن اس زمانے میں فسخ نکاح کی سخت ضرورت ہے۔، عورت کے ہاتھ میں طلاق دینے کا اختیار نہیں ہے کہ وہ طلاق واقع کر کے اپنی جان چھڑا لے۔ ایک خلع کی صورت ہے لیکن اس میں انتہائی مشکلات کا سامنا ہے کیونکہ خلع کے لئے شوہر اتنا ہی نہیں مانگتا جتنا بیوی کو دیا ہے، جسکا تذکرہ حدیث میں ہے، بلکہ لاکھوں پاؤنڈ مانگتا ہے جو بیوی کی بساط سے بہت زیادہ ہے، اور چونکہ اسلامی حکومت اکثر جگہ نہیں ہے، اور جہاں ہے وہاں بھی قانون کے نفاذ میں بہت جھول ہے اس لئے شوہر کو خلع پر مجبور بھی نہیں کر پاتا اس لئے عورت مایوس ہو کر کالمعلقہ بیٹھی رہتی ہے، اور بعض مرتبہ قانوں شریعت کو ہی کوستی رہتی ہے، اس لئے ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۹۳۳ء میں حضرت حکیم الامت مولانا علامہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مالکی مذہب کے مفتیان کرام سے خط و کتابت کر کے بہت سے مسائل لئے، اور اس کے لئے کتاب ,حیلہء ناجزہ, لکھی اور اس کو پورے ہندوستان میں رائج کیا، ناچیز نے اسی سے اکثر مسائل اخذ کیا ہے۔ بہت سے کام کے ساتھ خاص کر فسخ نکاح کے لئے حضرت مولانا سجادؒ صاحب نے امارت شرعیہ، پھلواری شریف، پٹنہ، بہار، انڈیا، پین کوڈ 801505 فون نمبر 2555351 0091,612 قائم فرمایا اور بہت ترقی دی، میرا ناقص خیال ہے کہ غیر مسلم ملک میں اس سے زیادہ منظّم اور متحرک دارالقضاء کہیں نہیں ہے، اس میں سب سے زیادہ کام حضرت مولانا عبد الصمد رحمانیؒ نے کیا ہے

مجموعہ قوانین اسلامی، کیا ہے

امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ بہار کے قاضی حضرت مولانا مجاہد الاسلام صاحبؒ نے مسلم پرسنل لا بورڈ کی جانب سے ایک کتاب ,مجموعہ قوانین اسلامی ،شائع شدہ مئی ۲۰۰۱ء ،مرتب کروایا جسکی ترتیب دینے میں دارالعلوم دیوبند سے حضرت مفتی ظفیر الدین صاحب، دارالعلوم دیوبند وقف سے مولانا مفتی احمد سعید صاحب، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے مفتی برہان الدین صاحب، جامعہ رحمانی مونگیر سے مفتی نعمت اللہ صاحب ، اور امارت شرعیہ پھلواری شریف سے حضرت مولانا مجاہد الاسلام صاحب، شریک ہوئے ،اور مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری حضرت مولانا منت اللہ صاحب رحمانی نے اس کی سرپرستی فرمائی ،اس کتاب میں فسخ کے اسباب ۱۷ ہیں جنکے ہونے پر قاضی مناسب سمجھے تو میاں بیوی میں تفریق کروادے ،اور چھٹکارے کا پروانہ دے دے، میں اسی مجموعہ قوانین اسلامی سے تمام اسباب کو شامل کتاب کرر رہا ہوں کیونکہ یہ اسباب ان چوٹی کے مفتیان عظام کے یہاں مسلم ہیں، البتہ جن اسباب فسخ کی ضرورت زیادہ ہے اس کو پہلے بیان کرر رہا ہوں ۔

حضرت قاضی مجاہد الاسلامؒ کی خواہش تھی کہ غیر مسلم مما لک میں ہر جگہ امارت شرعیہ قائم کی جائے اور ان اسباب کے تحت عورتوں کی تفریق کروائی جائے ،البتہ تفریق کرانے میں جلدی نہ کرے

بلکہ،

[۱]...... پہلے دونوں فریق کو اپنی اپنی شکایتیں پیش کرنے کی پوری مہلت دے،

[۲]...... پھر دونوں کی شکایتوں پر خوب غور کرے بلکہ بار بار غور کرے

[۳]...... پھر میاں بیوی میں صلح کرانے کی کوشش کرے،

[۴]......اگر دونوں کے درمیان بچے ہوں تب تو اور بھی تفریق کرنے میں جلدی نہ کرے، کیوں کہ اس سے بچے کی پرورش میں بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

[۵]...... جب یہ تمام حربے ناکام ہوجائیں اور مل کر رہنے کی کوئی صورت نہ رہے تب مجبوری کے درجے میں نکاح کو فسخ کرے۔

اسباب فسخ کا اہم اصول

نقصان دینے کے لئے بیوی کو نہیں روک سکتا!

ان تمام مسائل کے لئے ایک اصول یہ ہے کہ نبھنے کی کوئی شکل باقی نہ رہے، اور ساتھ رہنا ناممکن ہو گیا ہو تو پھر عورت کو کالمعلقہ نہیں چھوڑ دی جائے گی، کہ زندگی بھر پریشان رہے نہ شوہر کے ساتھ ہو اور نہ شادی کر سکے اس لئے آیت اور حدیث **لا ضرر و لا ضرار** کے تحت آخر اس کو چھٹکارا دینا پڑے گا

وجہ :(۱)......**و لا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا و من یفعل ذالک فقد ظلم نفسه** (آیت ۲۳۱، سورۃ البقرۃ ۲) اس آیت میں ہے کہ نقصان دینے کے لئے عورت کو مت روکو

(۲)......**اسکنوھن من حیث سکنتم من وجدکم و لا تضاروھن لتضیقوا علیھن** ۔(آیت ۶، سورۃ الطلاق ۶۵) اس آیت میں بھی ہے کہ عورت کو ضرر نہ دو۔

(۳)......**عن ابی سعید الخدری أن رسول الله ﷺ قال لا ضرر و لا ضرار، من ضار ضره الله و من شاق شق الله علیه** ۔(دار قطنی، باب کتاب البیوع، ج ثالث، ص ۶۴، نمبر ۳۰۶۰) اس حدیث میں بھی ہے کہ ضرر نہ دو۔

(۴) ......اس آیت میں ہے کہ معروف کے ساتھ بیوی کو رکھو ورنہ احسان کے ساتھ چھوڑ دو، اور شوہر نہ چھوڑے تو حاکم اس کی نیابت میں تفریق کرا دے، آیت یہ ہے۔ **فاذا بلغن أجلھن فأمسکوھن بمعروف أو فارقوھن بمعروف و أشھدوا ذوی عدل منکم و أقیموا الشھادۃ لله ذالکم یوعظ به من کان یؤمن بالله و الیوم الآخر** ۔(آیت ۲، سورۃ الطلاق ۶۵) اس آیت میں ہے کہ معروف کے ساتھ رکھو یا احسان کے ساتھ چھوڑ دو۔

ان آیتوں اور حدیث سے ثابت ہوا کہ ایسی عورت کے لئے فسخ نکاح کا کوئی راستہ ضرور نکالنا ہوگا،

اورشقاق کی صورت میں فیصل کوتفریق کرنے کا حق ہے

یہاں شقاق کا مطلب یہ ہے کہ میاں بیوی کے درمیان اب نبھنے کی کوئی شکل باقی نہیں رہی، تمام کوششیں کرڈالیں ،لیکن پھر بھی اب ایک ساتھ رہنے کے تیار نہیں ہیں ،تو ایسی صورت میں دونوں کو پریشانیوں میں چھوڑ دینا شریعت کی نگاہ میں صحیح نہیں ہے،اس لئے اب قاضی کوحق ہوگا کہ وہ اب نکاح توڑ دیں،فسخ کر دیں تا کہ عورت عدت گزار کر دوسری شادی کرلےاوراپنا گھر بسا سکے

اسکی دلیل یہ آیت اور یہ قول صحابی ہے

وجه :(۱)...... **و ان خفتم شقاق بينهما فأبعثوا حكما من أهله و حكما من أهلها ان يـريـدآ اصـلاحا يوفق الله بينهما ان الله كان عليما حكيما** ۔(آیت ۳۵،سورۃ النساء۴)

اس آیت میں ہے کہ دونوں کی جانب سے حکم ہوں جو فیصلہ کرے۔

(۲)......اس آیت کی تفسیر حضرت علیؓ کے قول میں یہ ہے[ا] ۔**عـن عبيـدة السلـمـانـی قـال شهـدت عـلـیؓ بـن ابی طالب ، و جائته أمرأة و زوجها ، مع كل واحد منهما فئام من الـنـاس فـأخـرج هـؤلاء حـكـمـا مـن الناس ، و هؤلاء حكما ، فقال علیؓ للحكمين أتـدريان ما عليكما ؟ ان رأيتما ان تفرقا فرقتما و ان رأيتما ان تجمعا جمعتما فقال الـزوج أما الفرقة فلا فقال علیؓ كذبت و الله لا تبرح حتى ترضى بكتاب الله لک و عـلـيـک ، فـقـالـت المرأة رضيت بكتاب الله تعالى لی و علیّ** ۔(مصنف عبدالرزاق، باب الحکمین ، ج سادس ،ص ۳۸۹،نمبر۱۱۹۲۷رسنن بیہقی ، باب الحکمین فی الشقاق بین الزوجین ،ج

سابع ،ص ۴۹۸ ،نمبر ۱۴۷۸۲)اس قول صحابی میں ہے کہ حکمین کو تفریق کرنے کا بھی حق ہے۔

[۳] حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت معاویہؓ کا قول یہ ہے۔عن ابن عباس قال بعثت انا و معاوية حكمين ، فقيل لنا ان رأيتما ان تجمعا جمعتما ، و ان رأيتما ان تفرقا فرقتما ، قال معمر و بلغني ان الذى بعثهما عثمان ۔(مصنف عبدالرزاق، باب الحکمین ،ج سادس، ص ۳۹۰، نمبر ۱۱۹۲۹/ سنن بیہقی ، باب الحكمين فی الشقاق بين الزوجين ،ج سابع ،ص ۴۹۹، نمبر ۱۴۷۸۶)اس قول صحابی میں ہے کہ حکمین کو تفریق کرنے کا بھی حق ہے

اختلافی صورت میں قاضی کا فیصلہ قابل نفاذ ہے

اختلافی صورت میں قاضی اور حاکم کا فیصلہ قابل نفاذ ہے، اگر وہ شریعت کے حدود و قیود میں رہ کر فیصلہ کرے تو اس پر عمل کیا جائے گا۔

وجه: اس آیت میں اس کا ثبوت ہے

(۱)...... يا أيها الذين آمنوا أطيعوا الله و أطيعوا الرسول و أولى الامر منكم فان تنزعتم فى شىء فردوه الى الله و الرسول ان كنتم تؤمنون بالله و اليوم الآخر ذالك خير و ا حسن تأويلا۔(آیت ۵۹،سورۃ النساء۴)

(۲)......و اذا جآئهم أمر من الامن أو الخوف أذا عوا به و لو ردوه الى الرسول و الى أولى الامر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم۔(آیت ۸۳،سورۃ النساء۴)

ان دونوں آیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ حاکم فیصلہ کرے۔

(۳)......اس حدیث میں بھی اس کا ثبوت ہے .عن عائشة أن حبيبة بنت سهل كانت عند ثابت بن قيس بن شماس فضربها فكسر بعضها فأتت النبى ﷺ بعد الصبح فاشتكته اليه فدعا النبى ﷺ ثابتا فقال خذ بعض مالها و فارقها فقال ويصلح ذالک يا رسول الله ؟ قال نعم قال فانى أصدقتها حديقتين و هما بيدها فقال النبى ﷺ خذهما ففارقها ففعل ۔(ابوداود شریف، باب فی الخلع ،ص ۳۲۳،نمبر ۲۲۲۸) اس میں حضورؐ حاکم اور قاضی تھے اور آپ نے فیصلہ فرمایا۔

(۴)......عن الزهرى قال تفريق الامام تطليقة ۔(مصنف ابن ابی شیبۃ ،من قال اذا ابی ان یسلم فھی تطلیقۃ ،ج رابع ،ص ۱۱۰،نمبر ۱۸۳۱۰)

اس قول تابعی میں ہے کہ امام یعنی قاضی تفریق کرائے تو تفریق ہو جائے گی

شرعی پنچائت مذہب مالکی سے مأخوذ ہے

مالکی مذہب میں یہ ہے کہ غیر مسلم مما لک میں جہاں اسلامی قاضی نہ ہو وہاں مقدمات کا مرافعہ جماعت مسلمین کے پاس کیا جا سکتا ہے، جسکو شرعی پنچایت، یا امارت شرعیہ کہتے ہیں، وہی فیصلے کے لئے قاضی اور حاکم کی حیثیت رکھے گی اور اس کی تفریق سے قاضی کی تفریق کی طرح فسخ نکاح شمار کیا جائے گا، یا کسی بھی مقدمے میں شریعت کے تحت فیصلے کے بعد شرعی حیثیت حاصل ہو جائے گی، مالکی مذہب کی عبارت یہ ہے۔ **ولزوجة المفقود : الرفع للقاضی، و الوالی ، و والی الماء ، و الا فلجماعة المسلمین** ۔(مختصر خلیل، للعلامۃ الشیخ خلیل بن اسحاق المالکی، باب فصل فی مسائل زوجۃ المفقود، ص۱۶۳)

اس عبارت میں ہے کہ جس کا شوہر لا پتہ ہو تو اس کا معاملہ قاضی کے پاس لے جائے، اور والی کے پاس لے جائے، اور پانی کے والی کے پاس لے جائے، اور ان میں سے کوئی نہ ہوں تو جماعت مسلمین کے پاس لے جائے، جسکو شرعی پنچائت، یا امارت شرعیہ کہتے ہیں، وہ اس کا فیصلہ کریں۔

انکے یہاں تو اتنی گنجائش ہے کہ عورت کی جانب سے حکم، اور شوہر کی جانب سے حکم تفریق کا فیصلہ کریں تب بھی تفریق واقع ہو جاتی ہے چاہے میاں بیوی، اور حاکم راضی نہ ہوں

مختصر الخلیل کی عبارت یہ ہے۔[۱]......**و ان اشکل بعث حکمین و ان لم یدخل بها من أهلهما ان أمکن و ندب کونهما جارین و بطل حکم غیر العدل و سفیه و امراة و غیر فقیه بذالک و نفذ طلاقهما و ان لم یرض الزوجان و الحاکم و لو کانا من جهتهما** ۔(مختصر خلیل، للعلامۃ الشیخ خلیل بن اسحاق المالکی، باب فصل فی القسم بین الزوجات و النشوز، ص۱۴۰) اس عبارت میں ہے کہ حاکم اور میاں بیوی راضی نہ بھی ہوں تب بھی حکمین کا فیصلہ نافذ

ہو جائے گا، البتہ حکمین عادل ہوں، عاقل، بالغ، ہوں مرد ہوں، آزاد ہوں، بیوقوف نہ ہوں عورت نہ ہوں تب انکا فیصلہ نافذ ہوگا۔

[۲]......**و لها التطليق بالضرر البين** ۔(مختصر خلیل، للعلامۃ الشیخ خلیل بن اسحاق المالکی، باب فصل فی القسم بین الزوجات والنشوز، ص ۱۴۰)

اس عبارت میں ہے کہ عورت کو ظاہر نقصان دے رہا ہو تو حکم طلاق دلوا سکتا ہے۔

[۳]......**فان تعذر فان أساء الزوج طلقا بلا خلع و بالعكس** ۔(مختصر خلیل، للعلامۃ الشیخ خلیل بن اسحاق المالکی، باب فصل فی القسم بین الزوجات والنشوز، ص ۱۴۰) اس عبارت میں ہے کہ شوہر نافرمانی کرے تو حکم خلع کے بغیر بھی طلاق دے سکتا ہے، اور خلع کے ساتھ بھی طلاق دے سکتا ہے

[۴]......خود حضرت امام مالکؒ کی عبارت یہ ہے۔ **قال مالك و ذالك احسن ما سمعت من اهل العلم ان الحكمين يجوز قولهما بين الرجل و امراته فى الفرقة و الاجتماع** ۔(مؤطا امام مالک، باب ماجاء فی الحکمین، ص ۵۲۷) اس میں ہے کہ حکمین جمع بھی کر سکتے ہیں اور تفریق بھی کر سکتے ہیں۔

وجہ: (۱) قاضی کو تفریق کا اختیار دینے، یا شرعی پنچایت کو اختیار دینے کی وجہ یہ ہے کہ عورت کو ضرر بین ہوگا، اور اس کے ساتھ زندگی گزارنا مشکل ہوگا، اس لئے قاضی کو تفریق کا اختیار دیا جائے اور جہاں وہ نہ ہو تو جماعۃ المسلمین یعنی شرعی پنچایت کو اس کا اختیار ہوگا۔(۲)

اس آیت میں ہے کہ حکم بھیجو۔ **و ان خفتم شقاق بينهما فأبعثوا حكما من أهله و حكما من أهلها ان يريدآ اصلاحا يوفق الله بينهما ان الله كان عليما حكيما** ۔(آیت ۳۵، سورۃ النساء ۴) اس آیت میں ہے کہ دونوں کی جانب سے حکم ہوں جو فیصلہ کرے۔

اس آیت کی تفسیر اس قول صحابی میں ہے [۱]۔**عن عبيدة السلمانى قال شهدت عليؓ بن ابى**

طالب ، و جائته أمرأة و زوجها ، مع کل واحد منهما فئام من الناس فأخرج هؤلاء حکما من الناس ، و هؤلاء حکما ، فقال علیؓ للحکمین أتدریان ما علیکما ؟ ان رأیتما ان تفرقا فرقتما و ان رأیتما ان تجمعا جمعتما فقال الزوج أما الفرقة فلا فقال علیؓ کذبت و اللہ لا تبرح حتی ترضی بکتاب اللہ لک و علیک ، فقالت المرأة رضیت بکتاب اللہ تعالی لی و علیّ ۔(مصنف عبدالرزاق، باب الحکمین، ج سادس، ص۳۸۹، نمبر۱۱۹۲۷/ سنن بیہقی ، باب الحکمین فی الشقاق بین الزوجین ، ج سابع ، ص ۴۹۸، نمبر ۱۴۷۸۲)اس قول صحابی میں ہے کہ حکمین کو تفریق کرنے کا بھی حق ہے۔

[۲]اس قول صحابی میں بھی ہے۔عن ابن عباس قال بعثت انا و معاویة حکمین ، فقیل لنا ان رأیتما ان تجمعا جمعتما ، و ان رأیتما ان تفرقا فرقتما ، قال معمر و بلغنی ان الذی بعثهما عثمان ۔(مصنف عبدالرزاق، باب الحکمین، ج سادس، ص۳۹۰، نمبر۱۱۹۲۹/ سنن بیہقی ، باب الحکمین فی الشقاق بین الزوجین، ج سابع ، ص۴۹۹، نمبر۱۴۷۸۶)اس قول صحابی میں ہے کہ حکمین کو تفریق کرنے کا بھی حق ہے۔

(۳)اس آیت میں ہے کہ عورت کو ضرر نہ دو اس لئے ضرر دفع کرنے کے لئے کوئی اور صورت نہ ہو تو شرعی پنچایت کے فیصلے سے ضرر دفع کیا جائے گا۔و لا تمسکوهن ضرارا لتعتدوا و من یفعل ذالک فقد ظلم نفسه (آیت۲۳۱،سورة البقرة ۲)(۴)اسکنوهن من حیث سکنتم من وجدکم و لا تضاروهن لتضیقوا علیهن ۔(آیت۶،سورة الطلاق ۶۵) اس آیت میں بھی ہے عورت کو ضرر نہ دو۔(۵)عن ابی سعید الخدری أن رسول اللہ ﷺ قال لا ضرر و لا ضرار ، من ضار ضره اللہ و من شاق شق اللہ علیه۔(دار قطنی ، باب کتاب البیوع ، ج ثالث ، ص۶۴، نمبر۳۰۶۰) اس حدیث میں بھی ہے کہ ضرر نہ دو۔(۶) اس آیت میں ہے کہ معروف

کے ساتھ بیوی کو رکھو ورنہ احسان کے ساتھ چھوڑ دو، اور شوہر نہ چھوڑے تو حاکم اس کی نیابت میں تفریق کرادے، آیت یہ ہے۔ **فاذا بلغن أجلهن فأمسكوهن بمعروف أو فارقوهن بمعروف و أشهدوا ذوى عدل منكم و أقيموا الشهادة لله ذالكم يوعظ به من كان يؤمن بالله و اليوم الآخر** ۔ (آیت ۲، سورۃ الطلاق ۶۵) اس آیت میں ہے کہ معروف کے ساتھ رکھو یا احسان کے ساتھ چھوڑ دو۔

نوٹ : ان ساری بحثوں کا حاصل یہ ہے کہ اگر عورت کو ضرر ہو تو قاضی یا شرعی پنچایت عورت کا نکاح توڑ سکتا ہے، اور عدت گزار کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔

جن 18 اسباب کی وجہ سے قاضی نکاح توڑ سکتے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے

1......زوجین میں شقاق پایا جانا

2......شوہر کا حقوق زوجیت ادا نہ کرنا

3......شوہر کا استطاعت کے باوجود نفقہ نہ دینا

4......شوہر کا نفقہ سے عاجز ہونا

5......بیوی کو سخت مار پیٹ

6......شوہر کا مفقود الخبر ہونا

7......شوہر کا غائب غیر مفقود ہونا

8......اختلاف دارین کی وجہ سے حق زوجیت ادا نہ کر سکنا

9......شوہر کا وطی پر قادر نہ ہونا یعنی عنین ہونا

10......شوہر کا مجنون ہونا

11......شوہر کا جذام، برص، یا اس جیسے موذی مرض میں مبتلاء ہونا

12......غیر کفو میں نکاح کرنا

13......مہر میں غیر معمولی کمی

14......مرد کا اپنی حالت کے بارے میں عورت کو دھوکہ میں ڈال کر نکاح کرنا

15......خیار بلوغ

16......حرمت مصاحرت کی وجہ سے تفریق

17......فساد نکاح کی وجہ سے تفریق

18......غیر مسلم حاکم سے فسخ نکاح

ہر ایک سبب کی تفصیل

(ا) پہلا سبب ۔ زوجین میں شقاق پایا جانا

شقاق کا مطلب ہے اتنا اختلاف کہ میاں بیوی کا اب ساتھ رہنا مشکل ہو

ان ۱۸/اسباب میں سے سب سے اہم سبب شقاق ہے۔شقاق نہ ہوتو جوان عورت بوڑھوں کے ساتھ ہزار بیماریوں کے باوجود زندگی گزار لیتی ہے،اور شقاق ہوتو دو جوان پڑھے لکھے خوبصورت جوڑے بھی چند دن نہیں گزار سکتے، اس لئے ان تمام اسباب میں بنیادی سبب شقاق ہے، اسی لئے مجموعہ قوانین اسلامی، زوجین میں شقاق پایا جانا ، دفعہ ۸۲،ص ۲۰۰/ ، اور حیلہ ناجزہ کی ترتیب کے خلاف میں نے شقاق کو پہلے لایا۔

شقاق کا معنی ہے پھٹن ، میاں بیوی میں اتنی نفرت ہو جائے کہ دونوں کا آپس میں مل کر رہنا دشوار ہو جائے اس کو شقاق کہتے ہیں۔میاں بیوی میں شقاق ہو جائے تو اصلاح حال کے لئے دونوں جانب سے حکم متعین ہوں ،اور وہ دونوں کی شکایتیں سن کر اس کو سمجھانے کی کوشش کرے،لیکن یہ کارآمد نہ ہو تو تفریق کا فیصلہ کرے۔

مجموعہ قوانین میں عبارت یہ ہے ۔(الف) قاضی حکمین مقرر کرے گا تا کہ اصلاح کی صورت نکل سکے (ب) اگر تحکیم کے باوجود اصلاح حال یا باہمی رضامندی سے علیحدگی کی کوئی صورت نہیں نکل سکے تو قاضی بر بنائے شقاق زوجہ کے مطالبہ کی صورت میں تفریق کردے گا۔(مجموعہ قوانین اسلامی ، باب

زوجین میں شقاق کا پایا جانا، دفعہ۸۲،ص۲۰۰)

وجہ:(۱)اس کے لئے آیت یہ ہے

۔ **و ان خفتم شقاق بینهما فأبعثوا حکما من أهله و حکما من أهلها ان یریدآ اصلاحا یوفق الله بینهما ان الله کان علیما حکیما** ۔(آیت۳۵،سورۃ النساء۴)اس آیت میں ہے کہ دونوں کی جانب سے حکم ہوں جو فیصلہ کرے۔حضرت امام مالکؒ کے نزدیک یہ فیصلہ نافذ ہو گا۔موطاءامام مالک کی عبارت یہ ہے۔**قال مالک و ذالک احسن ما سمعت من اهل العلم ان الحکمین یجوز قولهما بین الرجل و امراته فی الفرقة و الاجتماع** ۔(مؤطاء امام مالک، باب ماجاء فی الحکمین ،ص۵۲۷)

اس میں ہے کہ حکمین جمع بھی کر سکتے ہیں اور تفریق بھی کر سکتے ہیں۔

وجہ: (۱)......اس کی وجہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول ہے۔ **عن ابن عباس قال بعثت انا و معاویة حکمین ، فقیل لنا ان رأیتما ان تجمعا جمعتما ، و ان رأیتما ان تفرقا فرقتما ، قال معمر و بلغنی ان الذی بعثهما عثمان** ۔(مصنف عبدالرزاق، باب الحکمین ،ج سادس، ص۳۹۰، نمبر۱۱۹۲۹ رسنن بیہقی ، باب الحکمین فی الشقاق بین الزوجین ،ج سابع ،ص ۴۹۹، نمبر۱۴۷۸۶)اس قول صحابی میں ہے کہ حکمین کو تفریق کرنے کا بھی حق ہے

(۲)......اس قول صحابی میں بھی ہے **عن عبیدة السلمانی قال شهدت علیؓ بن ابی طالب ، و جائته أمرأة و زوجها ، مع کل واحد منهما فئام من الناس فأخرج هؤلاء حکما من الناس ، و هؤلاء حکما ، فقال علیؓ للحکمین أتدریان ما علیکما ؟ ان رأیتما ان تفرقا فرقتما و ان رأیتما ان تجمعا جمعتما فقال الزوج أما الفرقة فلا فقال علیؓ کذبت و الله لا تبرح حتی ترضی بکتاب الله لک و علیک، فقالت المرأة**

رضیت بکتاب اللہ تعالی لی و علیّ ۔(مصنف عبدالرزاق، باب الحکمین، ج سادس، ص۳۸۹، نمبر۱۱۹۲۷/سنن بیہقی، باب الحکمین فی الشقاق بین الزوجین، ج سابع، ص ۴۹۸، نمبر ۱۴۷۸۲)

اس قول صحابی میں ہے کہ حکمین کوتفریق کرنے کا بھی حق ہے

کوئی وجہ نہ ہوصرف آپس میں دل نہ ملتا ہو، اور آیندہ ملنے کی کوئی سبیل نہ ہوتب بھی تفریق کی جاسکتی ہے، اس کا ثبوت اس حدیث میں ہے۔عن ابن عباس انه قال جا ئت امراة ثابت بن قيس الى رسول الله ﷺ فقالت يا رسول الله انى لا اعتب على ثابت فى دين و لا خلق و لكنى لا أطيقه ، فقال رسول الله ﷺ فتردين عليه حديقته ؟ قالت نعم ۔(بخاری شریف، باب الخلع وکیف الطلاق فیہ،ص ۹۴۳،نمبر ۵۲۷۵/ابن ماجۃ، باب المختلعۃ یأ خذ ما أعطاھا،ص ۲۹۴،نمبر ۲۰۵۶) اس حدیث میں ہے کہ شوہر کا دین اور اخلاق اچھے تھے لیکن دل نہیں مل رہا تھا تو آپ نے خلع کی اجازت دی، اور وہ نہ کرے یا مجبور کرے تو قاضی تفریق بھی کرا سکتا ہے۔(۲) اس حدیث میں بھی اس کا ثبوت ہے۔عن ابن عباس أن امرأة ثابت بن قيس اتت النبى ﷺ فقالت يا رسول الله ثابت بن قيس ما اعتب عليه فى خلق و لا دين و لكنى أكره الكفر فى الاسلام فقال رسول الله ﷺ أتريدين عليه حديقته ؟ قالت نعم قال رسول الله ﷺ اقبل الحديقة و طلقها تطليقة ۔(بخاری شریف، باب الخلع وکیف الطلاق فیہ،ص ۹۴۳، نمبر ۵۲۷۳/ابن ماجۃ، باب المختلعۃ یأ خذ ما أعطاھا،ص ۲۹۴،نمبر ۲۰۵۶)

فائدہ: امام شافعیؒ کی رائے ہے کہ حکمین کو زوجین تفریق کرنے کا وکیل بنائے تب تو تفریق کر سکتے ہیں ورنہ نہیں موسوعہ میں عبارت یہ ہے۔قال و ليس له ان يأمرهما يفرقان ان رأيا الا بأمر الزوج ، و لا يعطيا من مال المرأة الا بأذنها ۔(موسوعۃ امام شافعیؒ، باب الحکمین، ج احدی

عشرۃ،ص۱۶۸،نمبر۱۸۸۱۶)

اس عبارت میں ہے کہ زوجین وکیل بنائے تب تفریق کرسکتا ہے ورنہ نہیں۔

موسوعہ میں یہ بھی ہے۔و اذا کان الخبر یدل علی ان معنی الآیة ان یجوز علی الزوجین و کالة الحکمین فی الفرقة و الاجتماع بالتفویض الیهما دل ذالک علی جواز الوکالات و کانت هذه الآیة للوکالات اصلا و لله اعلم ۔(موسوعۃ امام شافعیؒ باب الشقاق بین الزوجین ، ج عاشرۃ ،ص ۴۰۰ ،نمبر ۱۷۰۸۰) اس عبارت میں ہے کہ میاں بیوی وکیل بنائے تب اس کو تفریق کرانے کا حق ہوگا۔)

وجه:(۱)انکی دلیل یہ قول تابعی ہے۔عن عطاء قال له انسان أیفرقان الحکمان ؟ قال لا الا ان یجعل الزوجان ذالک بأیدهما ۔(مصنف عبدالرزاق، باب الحکمین ، ج سادس، ص ۳۸۹ ،نمبر ۱۱۹۲۴) اس اثر میں ہے کہ حکمین تفریق نہیں کر سکتے ،مگر یہ کہ زوجین اس کو تفریق سپرد کر دے۔

لیکن حاکم کوئی فیصلہ کرنا چاہے تو کرسکتا ہے،موسوعہ کی عبارت یہ ہے۔قال : فان اصطلح الزوجان و الا کان علی الحاکم ان یحکم لکل واحد منهما علی صاحبه بما یلزمه من حق فی نفس و مال و ادب ۔(موسوعۃ امام شافعیؒ، باب الحکمین ، ج احدی عشرۃ ،ص ۱۶۸، نمبر ۱۸۸۱۷) اس عبارت میں ہے کہ حاکم زوجین پر کوئی فیصلہ کرنا چاہے تو کرسکتا ہے۔

فائدہ: امام ابو حنیفہؒ کی رائے ہے کہ حکمین کو تفریق کرنے کا حق نہیں ہے،صرف اصلاح کرنے کا حق ہے۔

وجه :(۱) آیت کا انداز یہ ہے کہ حکمین صرف اصلاح کر سکتے ہیں، آیت کو دیکھیں۔ و ان خفتم شقاق بینهما فأبعثوا حکما من أهله و حکما من أهلها ان یریدآ اصلاحا یوفق الله

بینھما ان اللہ کان علیما حکیما ۔(آیت ۳۵،سورۃ النساء۴)اس آیت میں ہے کہ دونوں اصلاح کی کوشش کرے تو اصلاح ہوسکتی ہے۔جس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ تفریق نہیں کر سکتے ،صرف اصلاح کر سکتے ہیں۔

(۲) اس قول تابعی میں بھی ہے۔سمع الحسن یقول یحکمان فی الاجتماع و لا یحکمان فی الفرقة . (مصنف عبدالرزاق، باب الحکمین ،ج سادس،ص ۳۸۹،نمبر ۱۱۹۲۵/سنن بیہقی ، باب الحکمین فی الشقاق بین الزوجین ،ج سابع ،ص ۴۹۸ ،نمبر ۱۴۷۹۳)اس قول تابعی میں ہے کہ حکمین کے ہاتھ میں تفریق کرانا نہیں ہے

نوٹ : یہاں مسئلہ حکمین کا نہیں ہے، بلکہ قاضی کا ہے کہ تفریق کرا سکتا ہے،اور قاضی میاں بیوی دونوں کا اولی الامر ہے، جو حالات دیکھ کر فیصلہ کریں گے،اور بعض مرتبہ اس کی سخت ضرورت پڑ جاتی ہے۔

(۲) دوسرا سبب۔شوہر میاں بیوی کا حق ادانہ کرے

یہ دوسرے درجہ درجے کا اسباب فسخ ہے، شقاق کا سب سے بڑا اثر اسی پر پڑتا ہے۔نان نفقہ دے رہا ہے لیکن قدرت کے باوجود حقوق زوجیت ادانہیں ادا کرتا ہے [وطی نہیں کرتا ہے] تو اس سے بھی عورت تفریق لے سکتی ہے، کیونکہ اسی لئے تو نکاح کیا ہے، کیونکہ کھانا پینا تو کسی طرح بھی حاصل کرسکتی ہے، حقوق زوجیت کہاں سے حاصل کرے گی! اس لئے اگر شوہر حق زوجیت ادانہیں کرتا تو قاضی کے یہاں سے اس پر تفریق لے سکتی ہے۔

مجموعہ قوانین اسلامی کی عبارت یہ ہے ترک مجامعت اور بیوی کو معلقہ بنا رکھنا بھی تفریق کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔(مجموعہ قوانین اسلامی، شوہر کا حقوق زوجیت ادانہ کرنا، دفعہ ۳ ۷، ص ۱۹۲)

وجه:(۱) اس آیت میں اس کا ثبوت ہے

1۔ و لن تستطیعوا أن تعدلوا بین النساء و لو حرصتم و لو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل فتذروھا کالمعلقة و ان تصلحوا و تتقوا فان الله کان غفوراً رحیما ۔(آیت ۱۲۹، سورۃ النساء ۴)

اس آیت میں ہے کہ شوہر بیوی کو معلق نہ چھوڑے [یعنی نہ جماع کرے اور نہ طلاق دے]، بلکہ اس کی اصلاح کرے، اور میل ملاپ کر کے اصلاح نہیں کرسکتا ہے تو عورت کو جدا کر دے۔

(۲) اس حدیث میں ہے کہ وطی نہ کر سکنے پر آپ نے خلع کا حکم فرمایا

2۔ عن عائشة قالت جاء ت امرأة رفاعة الی النبی ﷺ فقالت کنت عند رفاعة فطلقنی فبت طلاقی فتزوجت عبد الرحمن بن الزبیر و انما معه مثل هدبة الثوب

فتبسم رسول الله ﷺ فقال أتريدين أن ترجعي الى رفاعة ؟لا حتى تذوقي عسيلته و يـــذوق عسيـــلتک . (مسلم شریف، باب لاتحل المطلقة ثلاثا لمطلقها الخ ،ص ۶۲۳، نمبر ۳۵۲۶/۱۴۳۳)اس حدیث میں ہے کہ جماع کی طاقت نہیں تھی تو آپؐ نے تفریق کروائی۔

(۳) ایلاء میں چار ماہ تک وطی نہ کرنے پر طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ یہاں بھی وطی نہ کرے تو تفریق کرانے کا حق ہونا چاہئے

3۔[۱]اس آیت میں اس کا ثبوت ہے۔ للـذين يؤلون من نسائهم تربص اربعة اشهر فان فاء وا فان الله غفور رحيم o وان عزموا الطلاق فان الله سميع عليم. (آیت ۲۲۷ ،سورۃ البقرۃ ۲) آیت کی وجہ سے۔

4۔[۲] اثر میں ہے کہ چار ماہ گزرنا ہی طلاق ہے۔قلت لسعيد بن جبير اكان ابن عباس يقول اذا مضت اربعة اشهر فهي واحدة بائنة ولا عدة عليها وتزوج ان شاء ت قال نعم. (دار قطنی، کتاب الطلاق، ج رابع ،ص ۳۴، نمبر ۴۰۰۳/ سنن للبیہقی ،، باب من قال عزم الطلاق انقضاء الاربعة الاشهر، ج سابع ،ص ۶۲۱، نمبر ۱۵۲۲۳/مصنف عبدالرزاق ، باب الایلاء، ج سادس، ص ۳۴۳، نمبر ۱۱۶۴۸)اس اثر سے معلوم ہوا کہ چار مہینے گزرنے سے ہی طلاق بائنہ ہو جائے گی۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ چار ماہ تک وطی نہیں کیا تو تفریق کرانے کا حق ہوگا۔

جماع کرانا عورت کا اصلی حق ہے۔

[۱]اس اثر میں اس کا ثبوت ہے

۔عن ابی سلمة بن عبد الرحمن ان امرأة جائت عمرؓ فقالت : زوجی رجل صدق یقوم اللیل و یصوم النهار ، و لا أصبر علی ذالک قال فدعاه فقال لها من کل أربعة أیام یوم ، و فی کل أربع لیال لیلة ۔(مصنف عبدالرزاق، باب حق المرأة علی زوجها وفی کم تشتاق؟، ج سابع ،ص ۱۱۷، نمبر ۱۲۶۴۰)اس اثر میں ہے کہ جوان کے لئے ہر چار روز میں عورت کو وطی کرانے کا حق ہے۔

[۲]عن زید بن أسلم قال بلغنی ان عمر ابن الخطاب جائته امرأة فقالت ان زوجها لا یصیبها فأرسل الی زوجها فجاء فسأله فقال قد کبرت و ذهبت قوتی فقال عمر أتصیبها فی کل شهر مرة ؟ قال فی اکثر من ذالک قال عمر فی کم ؟ قال أصیبها فی کل طهر مرة قال عمر اذهبی فان فی ذالک ما یکفی المرأة ۔(مصنف عبدالرزاق، باب حق المرأة علی زوجها وفی کم تشتاق؟، ج سابع ،ص ۱۱۷، نمبر ۱۲۶۴۱)

اس اثر میں ہے کہ بوڑھے آدمی سے ہر طہر میں ایک مرتبہ عورت کو وطی کرانے کا حق ہے۔[۳]اخبرنی من اصدق ان عمرؓ و هو یطوف ۔ سمع امراة و هی تقول:

تطاول هذا اللیل و اخضل جانبه   و أرقنی اذا لا خلیل ألاعبه

فلولا حذار الله لا شئی مثله   لزعزع من هذا السریر جوانبه

فقال عمرؓ فما لک ؟ قال أغربت زوجی منذ اربعة أشهر ، و قد اشتقت الیه فقال أردت سوء ا؟ قالت معاذ الله قال فاملکی علیک نفسک فانما هو البرید الیه

فبعث اليه ثم دخل على حفصة فقال انى سائلک عن امر قد أهمنى فأفرجيه عنى فى كم تشتاق المرأة الى زوجها ؟ فخفضت رأسها ، فاستحيت فقال فان الله لايستحيى من الحق ، فاشارت بيدها ثلاثة أشهر ، و الا فأربعة ، فكتب عمر الا تحبس الجيوش فوق اربعة أشهر . (مصنف عبدالرزاق، باب حق المرأة علی زوجھا وفی کم تشتاق؟، ج سابع ،ص ۱۱۷،نمبر ۱۲۶۴۴)

اس قول صحابی میں ہے کہ غائب کے شوہر کو چار ماہ تک غائب رہنے کی اجازت ہے، اور چار ماہ کے اندر اندر وطی کرلے تو تفریق کی اجازت نہیں ہے۔[۴] دوسری روایت میں ہے فسأل عمر حفصة كم تصبر المرأة من زوجها ؟ فقالت ستة أشهر ، فكان عمر بعد ذالک يقفل بعوثه لستة اشهر . (مصنف عبدالرزاق، باب حق المرأة علی زوجھا وفی کم تشتاق؟، ج سابع ،ص ۱۱۷،نمبر ۱۲۶۴۵)

اس اثر میں ہے کہ غائب کے شوہر کو زیادہ سے زیادہ چھ ماہ تک غائب رہنے کی اجازت ہے، اس کے اندر اندر وطی کرنا ضروری ہے۔ اور اگر وطی نہ کرے تو قاضی کے ذریعہ تفریق کراسکتی ہے۔

(۳) تیسرا سبب۔ استطاعت کے باوجود نفقہ نہیں دیتا ہے

شوہر کو استطاعت ہے کہ نان ونفقہ دے لیکن وہ دیتا نہیں ہے، اور عورت کے پاس نفقہ کا کوئی انتظام نہیں ہے، اور نہ وہ بغیر نفقہ کے زندگی گزار سکتی ہے، تو ایسی سخت مجبوری میں قاضی کے پاس درخواست دے کر تفریق کروا سکتی ہے۔ اور یہ تفریق طلاق رجعی قرار پائے گی۔ (مجموعہ قوانین اسلامی، باب شوہر کا استطاعت کے باوجود نفقہ نہ دینا، دفعہ نمبر ۹۷، ص ۱۹۸/ حیلہ ناجزہ، باب حکم زوجہ متعنت فی النفقۃ، ص ۱۶۳)

مالکیہ کا مذہب یہ ہے۔ و لها الفسخ ان عجز عن نفقة حاضرة لا ماضية۔ (مختصر الخلیل، باب فی النفقۃ بالنکاح والملک والقرابۃ، ص ۱۷۰) اس عبارت میں ہے کہ نفقہ نہ دے سکتا ہو تو موجودہ نفقہ کی وجہ سے تفریق کروا سکتی ہے، ماضی کے نفقے سے نہیں۔

وجه: (۱) لينفق ذو سعة من سعته و من قدر عليه رزقه فلينفق مما اتاه الله لا يكلف الله نفسا الا مآ اتاها سيجعل الله بعد عسر يسرا۔ (آیت ۷، سورۃ الطلاق ۶۵) اس آیت میں اشارہ ہے کہ بیوی پر خرچ کرنا چاہئے۔

(۲) اس حدیث میں ہے کہ عورت پر خرچ کرو، جس کا مطلب یہ ہوا کہ خرچ نہ کرے تو تفریق کروا سکتی ہے۔ عن حكيم بن معاوية القشيرى عن ابيه قال قلت يا رسول الله ! ما حق زوجة أحدنا عليه ؟ قال ان تطعمها اذا طعمت و تكسوها اذا اكتسيت او اكتسبت و لا تضرب الوجه و الا تقبح و لا تهجر الا فى البيت ۔ (ابوداود شریف، باب فی حق المرأۃ علی زوجها، ص ۳۰۹، نمبر ۲۱۴۲)

(۳) اس حدیث میں بھی ہے۔ عن جده معاوية القشيرى قال أتيت رسول الله ﷺ قال

فقلت ما تقول فی نسائنا ؟ قال أطعموهن مما تأکلون و اکسوهن مما تکتسون و لا تضربوهن و لا تقبحوهن ۔(ابوداود شریف، باب فی حق المرأۃ علی زوجہا،ص۳۱۰،نمبر۲۱۴۴)
اس حدیث میں ہے کہ بیوی کو نان نفقہ دو۔۔اور مجبوری ہو تو تفریق کرواسکتی ہے۔

(۴) چوتھا سبب۔شوہر نفقہ ادا کرنے سے عاجز ہے

شوہر کے پاس نان نفقہ ہو اور نہ دے تو اس کو شوہر کا نفقہ نہ دینا کہتے ہیں، اور یہاں یہ ہے کہ شوہر کے پاس نفقہ ہے ہی نہیں وہ اس سے عاجز ہے۔اس صورت میں بھی اگر عورت کے پاس کوئی انتظام نہ ہو اور وہ مجبور ہو تو قاضی سے تفریق کروا سکتی ہے (مجموعہ قوانین اسلامی شوہر کا ادائیگی نفقہ سے عاجز ہونا ،دفعہ ۸۰،ص ۱۹۹)

۔حضرت امام مالک کا مسلک یہ ہے۔**و لها الفسخ ان عجز عن نفقة حاضرة لا ماضية** ۔(مختصر الخلیل، باب فی النفقة بالنکاح والملک والقرابة ،ص ۱۷۰) اس عبارت میں ہے کہ نفقہ نہ دے سکتا ہو تو موجودہ نفقہ کی وجہ سے تفریق کروا سکتی ہے، ماضی کے نفقے سے نہیں۔

وجه: (۱) اوپر کے جتنے دلائل ہیں انکے علاوہ یہ دلیل ہے۔

(۲) **سألت سعيد بن المسيب عن الرجل لا يجد ما ينفق على امرأته ؟ قال يفرق بينهما قال قلت : سنة ؟ قال نعم سنة** ۔(مصنف عبد الرزاق، باب الرجل لا یجد ما ینفق علی امرأته ، ج سابع ،ص ۷۱، نمبر ع ۱۲۴۰۵ رمصنف ابن ابی شیبة ، باب ما قالوا فی الرجل یعجز عن نفقة امرأته یجبر علی ان یطلق امرأته ام لا، واختلافهما فی ذالک، ج رابع ،ص ۱۷۴، نمبر ۱۹۰۰۶)

اس اثر میں ہے کہ خرچ کرنے کا نہ ہو تفریق کر دی جائے گی۔

(۳) **عن حماد قال اذا لم يجد الرجل ما ينفق على امراته فرق بينهما** ۔(مصنف عبد الرزاق، باب الرجل لا یجد ما ینفق علی امرأته، ج سابع ،ص ۷۱، نمبر ۱۲۴۰۶)

اس اثر میں ہے کہ خرچ کرنے کا نہ ہو تفریق کر دی جائے گی۔

فائدہ : حنفیہ کا اصل فتوی یہ ہے کہ عورت قرض لیتی رہے، اور تفریق نہ کرائی جائے۔

وجہ: (۱) انکی دلیل یہ ہے کہ تفریق کرنے سے شوہر کا نقصان ہے جو نفقہ نہ ادا کرنے سے زیادہ بڑا نقصان ہے۔اس لئے تفریق نہیں کی جائے گی اور نفقہ کا نقصان قرض لینے سے پورا ہو جائے گا۔اس لئے عورت کو کوئی بڑا نقصان نہیں ہو

ا(۲) اثر میں ہے۔عن الحسن قال اذا عجز الرجل عن نفقة امرأته لم يفرق بها .وقال الزهری تستأنی به ،قال وبلغنی ان عمر بن عبد العزيز قال ذلک ۔(مصنف ابن ابی شیبۃ ، ۱۹۷ ما قالوا فی الرجل یعجز عن نفقۃ امرأتہ یجبر علی ان یطلق امرأتہ ام لا واختلافھما فی ذلک ، ج رابع ،ص ۱۷۵، نمبر ۱۹۰۰۹/۱۹۰۰۸/مصنف عبد الرزاق ، باب الرجل لا یجد ما ینفق علی امرأتہ ، ج سابع ،ص ۷۱ نمبر ۱۲۴۰۳)

اس اثر سے معلوم ہوا کہ میاں بیوی میں تفریق نہ کرائے بلکہ عورت شوہر کے ذمے قرض لیتی رہے

(۳) حضرت ابوسفیان کی بیوی کی حدیث بھی مستدل بن سکتی ہے جس میں حضرت ابوسفیان پورا نفقہ نہیں دیتے تھے تو آپؐ نے فرمایا۔خذی مایکفیک وولدک بالمعروف ۔(بخاری شریف، باب اذا لم ینفق الرجل فللمرأۃ ان تأخذ بغیر علمہ ما یکفیھا وولدھا بالمعروف ،ص ۸۰۸ نمبر ۵۳۶۴)

(۴) اس دور میں شوہر کے ذمے قرض لینا مشکل ہے اور اسلامی حکومت نہ ہونے کی وجہ سے عورت مجبور ہوتی ہے اس لئے حالات سنگین ہو تو تفریق کرا دے ۔

(۵) پانچواں سبب۔ بیوی کو سخت مار پیٹ کرتا ہے۔

اگر شوہر بیوی کو برا بھلا کہے، ایسی گالی دے جو عورت کے لئے انتہائی تحقیر اور اذیت کا باعث ہو، یا سخت مار پٹائی کرے، یا بار بار کرتا رہے جس سے زندگی گزارنا مشکل ہو جائے تو اس کو تفریق کروانے کا حق حاصل ہوگا۔ (مجموعہ قوانین دفعہ ۱۸۱، ص ۱۹۹)

وجہ: (۱) عن حکیم بن معاویة القشیری عن ابیه قال قلت یا رسول الله ! ما حق زوجة أحدنا علیه ؟ قال ان تطعمها اذا طعمت و تکسوها اذا اکتسیت او اکتسبت و لا تضرب الوجه و لا تقبح و لا تهجر الا فی البیت۔ (ابوداود شریف، باب فی حق المرأة علی زوجها، ص ۳۰۹، نمبر ۲۱۴۲) (۲) اس حدیث میں بھی ہے۔ عن جده معاویة القشیری قال أتیت رسول الله ﷺ قال فقلت ما تقول فی نسائنا ؟ قال أطعموهن مما تأکلون و اکسوهن مما تکسون و لا تضربوهن و لا تقبحوهن۔ (ابوداود شریف، باب فی حق المرأة علی زوجها، ص ۳۱۰، نمبر ۲۱۴۴) ان دونوں حدیثوں میں ہے کہ عورت کو نہ سخت مار مارے، اور نہ بری گالی دے۔ (۳) اس حدیث میں ہے کہ عورت کو اتنا مارا کہ اس کا بازو توڑ دیا تو حضورؐ نے اس کو عورت کو جدا کرنے کے لئے فرمایا، حدیث یہ ہے۔ عن عائشة أن حبیبة بنت سهل کانت عند ثابت بن قیس بن شماس فضربها فکسر بعضها فأتت النبی ﷺ بعد الصبح فاشتکته الیه فدعا النبی ﷺ ثابتا فقال خذ بعض مالها و فارقها فقال ویصلح ذالک یا رسول الله ؟ قال نعم قال فانی أصدقتها حدیقتین و هما بیدها فقال النبی ﷺ خذهما ففارقها ففعل۔ (ابوداود شریف، باب فی الخلع، ص ۳۲۳، نمبر ۲۲۲۸) (۴) اور

آیت میں جو مارنے کا حکم ہے وہ تھوڑا مار ہے جس سے عورت کی اصلاح ہو جائے ،لیکن ایسی مار جو اذیت ناک ہو اور جس سے زندگی گزارنا مشکل ہو جائے ممنوع ہے۔آیت یہ ہے۔ **و التٰی تخافون نشوزھن فعظوھن و اھجروھن فی المضاجع و أضربوھن فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا ان اللہ کان علیا کبیرا.** (آیت ۳۴،سورۃ النساء۴) کا ترجمہ ہے تھوڑا بہت مار پٹائی کرے اس قول تابعی میں اس کا ثبوت ہے . **عن قتادۃ فی قولہ و اضربوھن** (آیت ۳۴،سورۃ النساء۴) **قال یضرب ضربا غیر مبرح.** (مصنف عبد الرزاق، باب واضربوھن، ج سادس،ص ۳۸۹،نمبر ۱۱۹۲۰) اس قول تابعی میں ہے کہ ضرب غیر مبرح مارے۔اور اوپر کی حدیث سے زیادہ مارنے پر تفریق لے لی۔

(٦) چھٹا سبب۔شوہر مفقود الخبر ہے

مفقود الخبر :اس غائب کو کہتے ہیں جس کا کوئی پتہ نہ ہو،اور نہ اس کی موت وحیات کی کوئی خبر ہو۔اگر کسی خاتون کا شوہر اس طرح لا پتہ ہو تو اس کو قاضی کے ذریعہ نکاح فسخ کرانے کا اختیار ہے۔

[۱]اب اگر عورت کے پاس نفقے کا انتظام ہو اور معصیت میں مبتلاء ہونے کا شدید خطرہ ہو تو چار سال تک انتظار کرنے اور شوہر کو تلاش کرنے کی مہلت دی جائے گی۔

[۲] اور اگر عورت کے پاس نفقے کا کوئی انتظام نہ ہو، یا معصیت اور گناہ [زنا] میں مبتلاء ہونے کا خطرہ ہو تو ایک سال تک تلاش کرنے کی مہلت دی جائے گی،اس کے بعد شوہر کے مرجانے کا فیصلہ کیا جائے گا اور عورت کو عدت وفات چار مہینے دس روز گزار کر پہلے شوہر سے چھٹکارا دے دیا جائے گا[۳] پس اگر اس جستجو کے درمیان شوہر آ گیا،یعنی ایک سال کی مہلت کے وقت ایک سال کے اندر،اور چار کی مہلت کے وقت چار سال کے اندر آ گیا تو درخواست خارج کر کے بیوی شوہر کو دے دی جائے گی،اور اگر دوسرے شوہر سے شادی کے بعد آیا تب بھی ایک فتوی یہی ہے کہ بیوی پہلے شوہر کا ہی ہے۔(مجموعہ قوانین اسلامی،دفعہ ۷۷،ص ۱۹۵/حیلہ ناجزہ،باب حکم زوجہ مفقود،ص ۵۹)

وجه: (۱) چار سال تک انتظار کیا جائے گا اس کی دلیل یہ قول صحابی ہے

۔عن ابی عثمان قال اتت امرأة عمر بن الخطاب قال استهوت الجن زوجها فامرها ان تتربص اربع سنين ثم امر ولی الذی استهوته الجن ان يطلقها ثم امرها ان تعتد اربعة اشهر وعشرا . (دار قطنی،کتاب النکاح،ج ثالث،ص ۲۱۷،نمبر ۳۸۰۳/سنن للبیہقی،باب من قال تنتظر اربع سنین ثم اربعۃ اشہر وعشرا ثم تحل،ج سابع،ص ۷۳۲،نمبر ۱۵۵۶۶/مصنف عبد الرزاق،باب التی لاتعلم مہلک زوجہا،ج سابع،ص ۶۴،نمبر ۱۲۳۶۵)اس قول صحابی سے معلوم ہوا کہ

چار سال گزار کر موت کا فیصلہ دیا جائے گا۔

(۲) اس قول صحابی میں ہے۔**انه شهد ابن عباس و ابن عمرؓ تذاکرا امرأة المفقود فقالا تربص بنفسها أربع سنين ثم تعتد عدةالوفاة ثم ذکروا النفقة فقال ابن عمر لها نفقتها لحبسها نفسها عليه** ۔(سنن للبیہقی ، باب من قال تنتظر اربع سنین ثم اربعۃ اشہر وعشرا ثم تحل ،ج سابع ،ص ۷۳۳،نمبر ۱۵۵۶۹)اس قول صحابی سے معلوم ہوا کہ مفقود کے مال میں سے اس کی بیوی پر خرچ کیا جائے گا۔

(۳)اس اتابعی میں بھی ہے۔**عن قتادة قال اذا مضت اربع سنين من حين ترفع امرأة المفقود امرها انه يقسم ماله بين ورثته** ۔(مصنف عبدالرزاق،باب التی لاتعلم مھلک زوجھا، ج سابع ،ص ۶۷ ،نمبر ۱۲۳۷۷)اس قول تابعی میں بھی ہے کہ چار سال کے بعد موت کا حکم لگایا جائے گا۔اور مجبوری میں ایک سال کی مہلت دی جائے گی اس کی دلیل یہ قول تابعی ہے(۱) **و قال ابن المسيب اذا فقد فی الصف عند القتال تربص امرأته سنة ، و اشتری ابن مسعود جارية فالتمس صاحبها سنة فلم يجده** . (بخاری شریف،باب حکم المفقو د فی اہلہ ومالہ،ص ۹۴۵،نمبر ۵۲۹۲)اس قول تابعی میں ہے کہ مفقود کی بیوی کو ایک سال کی مہلت دی جائے گی ۔(۲) **عن ابن المسيب قال اذا فقد فی الصف تربصت سنة و اذا فقد فی غير الصف فأربع سنين** ۔(مصنف عبدالرزاق،باب التی لاتعلم مھلک زوجھا،ج سابع ،ص ۶۷ ،نمبر ۱۲۳۷۴)اس تابعی میں بھی ہے کہ قتال کے صف میں ہو تو ایک سال کی مہلت دی جائے گی ،اسی پر قیاس کر کے مجبوری کے وقت ایک سال کی مہلت دی جائے گی۔

[۳] حضرت امام مالکؒ کا مسلک یہ ہے۔عام حالات میں چار سال کی مہلت دی جائے اور مجبوری ہو تو ایک سال کی مہلت دی جائے گی۔مختصر الخلیل کی عبارت یہ ہے **ولزوجة المفقود : الرفع**

للقاضی، و الوالی ، و والی الماء ، و الا فلجماعة المسلمین فیؤجل الحر أربع سنین ان دامت نفقتها ۔(مختصر خلیل ،للعلامۃ الشیخ خلیل بن اسحاق المالکی ،باب فصل فی مسائل زوجۃ المفقود،ص ۱۶۳) اس عبارت میں ہے کہ مفقود الخبر کے بارے میں عام حالات میں چار سال کے بعد موت کا حکم لگایا جائے گا۔

۔و اعتدت فی مفقود المعترک بین المسلمین بعد انفصال الصفین ....و فی الفقد بین المسلمین و الکفار بعد سنة بعد النظر ۔(مختصر خلیل ،للعلامۃ الشیخ خلیل بن اسحاق المالکی ،باب فصل فی مسائل زوجۃ المفقود،ص ۱۶۴)

اس عبارت میں ہے کہ مسلمانوں کے جنگوں کے درمیان میں گم ہوا ہو تو صف ختم ہوتے ہی موت کا حکم لگایا جائے گا...اور مسلمانوں کے درمیان یا کفار کے درمیان گم ہوا ہو تو غور کرنے کے بعد ایک سال کے بعد موت کا حکم لگایا جائے گا

۔موطاء امام مالک میں قول صحابی یہ ہے۔ان عمر بن الخطاب قال ایما امراة فقدت زوجها فلم یدر این هو فانها تنتظر اربع سنین ثم تعتد اربعة اشهر و عشر اثم تحل قال مالک وان تزوجت بعد انقضاء عدتها فدخل بها ز وجها او لم یدخل بها فلا سبیل لزوجها الاول الیها ۔(موطاء امام مالک ،باب عدۃ تفقد زوجها،ص ۵۲۳)اس قول صحابی میں ہے کہ مفقود کی بیوی کو چار سال کی مہلت دی جائے گی ،اور عدت ختم ہونے کے بعد دوسرے شوہر نے نکاح کیا اور دخول کیا پھر پہلا شوہر آیا تو یہ بیوی پہلے شوہر کو نہیں ملے گی۔

حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ شوہر کے مرنے کا کوئی قرینہ نہ ہو تو عام حالات میں 120 ایک سو بیس برس کے بعد شوہر کی موت کا فیصلہ کیا جائے گا۔قدوری کی عبارت یہ ہے۔ فاذا تم له مائة وعشرون سنة من یوم ولد حکمنا بموته ، و اعتدت امراته و قسم ماله بین ورثته الموجودین فی

ذالک الوقت ۔(الشرح الثمیری للقدوری، باب کتاب المفقود، ج ثانی، ص۴۲۲، نمبر۱۶۵۴)
اس عبارت میں ہے کہ ایک سوبیس برس میں موت کا فیصلہ کرے۔ کیوں کہ آدمی زیادہ سے زیادہ ایک سو بیس برس ہی زندہ رہتا ہے، اس 120 ایک سوبیس برس کے بعد یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ شوہر مر چکا ہوگا۔ امام شافعی کا مسلک بھی یہی ہے، موسوعہ کی عبارت یہ ہے۔ **لا تعتد امراته [امراة المفقود] و لا تنكح ابدا حتى يأتيها يقين وفاته ، ثم تعتد من يوم استيقنت وفاته و ترثه** ۔(موسوعہ امام شافعیؒ، باب امراۃ المفقود، ج احدی عشرۃ، ص۳۳۰، نمبر۱۹۶۴۱) اس عبارت میں ہے کہ یقین کی خبر جب تک نہ آ جائے موت کا فیصلہ نہ کرے۔

وجه :(۱) انکی دلیل یہ حدیث ہے۔**عن المغيرة بن شعبة قال قال رسول الله امرأة المفقود امرأته حتى يأتيها الخبر** ۔(دار قطنی، کتب النکاح، ج ثالث، ص۲۱۷، نمبر۳۸۰۴ / سنن للبیہقی، باب من قال امرأۃ المفقود امرأتہ حتی یأتیہا یقین وفاتہ، ج سابع، ص۷۳۱، نمبر۱۵۵۶۵) اس حدیث میں ہے کہ یقینی خبر آنے تک مفقود کی بیوی ہے، اور یقینی خبر نہ آئے تو ایک سوبیس سال میں ہم عمر مرتے ہیں اس لئے ایک سوبیس سال کے بعد موت کا فیصلہ کیا جائے گا۔(۲) اس قول صحابی میں بھی اس کا ثبوت ہے۔**عن ابن جريج قال بلغني ان ابن مسعود وافق عليا على انها تنتظره ابدا.** (مصنف عبد الرزاق، باب التی لا تعلم مهلک زوجہ، ج سابع، ص۶۷، نمبر۱۲۳۸۱) اس قول صحابی سے معلوم ہوا کہ وہ ہمیشہ مفقود کا انتظار کرے گی۔(۲) اس قول صحابی میں ہے کہ پہلا شوہر آ جائے تو بیوی پہلے شوہر کا ہے۔**عن علي فى امرأة المفقود اذا قدم وقد تزوجت امرأته هى امرأته ان شاء طلق وان شاء امسک ولا تخير** (سنن للبیہقی، باب من قال امرأۃ المفقود امرأتہ حتی یأتیہا یقین وفاتہ، ج سابع، ص۷۳۱، نمبر۱۵۵۶۲ / مصنف عبد الرزاق، باب یجیء الاول وقد مات الآخر، ج سابع، ص۶۸، نمبر۱۲۳۸۸) اس قول صحابی میں ہے کہ پہلا شوہر آ جائے تو بیوی پہلے شوہر کی

ہو گی۔

نوٹ :اس دور میں ملک کی دوری کی وجہ سے شوہر چھپ جاتا ہے،مثلا بیوی برطانیہ میں ہے،اور شوہر پاکستان میں ہے،آپس کے اختلاف کی وجہ سے شوہر چھپ گیا اور کوئی پتہ نہیں دیتا ہے،بعض مرتبہ دوسری شادی کر کے زندگی گزارنے لگتا ہے،اور پہلی بیوی سے کوئی رابطہ نہیں رکھتا،ایسی صورت میں ان دونوں میں[۱] شقاق بھی ہے،[۲]نفقہ نہ دینا بھی ہے،[۳] حق زوجیت ادا نہ کرنا ہے[۴]اور مفقود بھی ہے اس لئے قاضی اپنی صواب دید پر جلدی تفریق کر سکتا ہے۔

(۷) ساتواں سبب۔شوہر کا غائب غیر مفقود ہونا

غائب غیر مفقود: وہ ہے کہ جس کا زندہ ہونا معلوم ہو،لیکن اس کا پتہ معلوم نہ ہو، یا پتہ بھی معلوم ہو لیکن نہ بیوی کے پاس آتا ہو نہ اس کو بلاتا ہو اور نہ اس کا نفقہ ادا کرتا ہو، جس سے عورت سخت تنگی اور پریشانی میں مبتلاء ہو ، ایسی صورت میں عورت اس ظالم شوہر سے نجات کے لئے قاضی کے یہاں تفریق کی درخواست دے سکتی ہے، درخواست کی وصولی کے بعد:

(الف) بیوی کو قاضی حکم کرے گا کہ وہ گواہوں اور حلف کے ذریعہ غائب شوہر سے اپنا نکاح اور اس پر نفقہ کا وجوب ثابت کرے، اس طرح کہ وہ مجھ کو نفقہ دیکر نہیں گیا ہے، اور نہ اس نے نفقہ بھیجا ہے، نہ یہاں کوئی انتظام کیا ہے، نہ میں نے معاف کیا ہے۔

(ب) نکاح اور وجوب نفقہ کے ثبوت کے بعد قاضی اس شخص کے پاس حکم بھیجے کہ یا تو خود حاضر ہو کر اپنی بیوی کے حقوق ادا کرو، یا اس کو بلالو (بشرطیکہ عورت کے وہاں جانے میں کوئی خطرہ نہ ہو) یا وہیں سے انتظام کردو، ورنہ اس کو طلاق دے دو، اگر تم نے ان باتوں میں سے کوئی بات نہ کی تو پھر ہم خود تم دونوں میں تفریق کردیں گے۔

قاضی اپنا یہ حکم دو ثقہ آدمیوں کے ذریعہ اس کے پاس بھیجے، اس طرح کہ حکم نامہ حوالہ کرنے سے پہلے ان کو پڑھ کر سنادے اور حوالہ کرتے ہوئے کہے کہ غائب شوہر کے پاس لے جاؤ اور اس سے جواب طلب کرو۔ جو کچھ وہ تحریری یا زبانی جواب نفی یا اثبات میں دے اس کو خوب محفوظ رکھنا تا کہ واپس آ کر اس پر شہادت دے سکو، اگر وہ کچھ جواب نہ دے تو اسی کی شہادت دینا، (زبانی جواب احتیاط کے طور پر لکھ لے تا کہ اس پر شہادت دے سکے)۔اگر غائب ایسی جگہ رہتا ہے جہاں آدمی بھیجنے کا انتظام ممکن نہ ہو تو مجبوری کے وقت ڈاک کے ذریعہ حکم بھیجنا بھی کافی ہے، اور وہ نہ ہو سکے تو فون کرے (بشرطیکہ کہ شوہر کی

آواز پہچانتا ہو،اور یہ یقین ہو کہ یہ اسکے شوہر کی آواز ہے)
،یاe mail کرے، یا فاکس کرے، اور وہ بھی نہ ہو سکے تو اخبار میں ایک دو بار اشتہار دے۔حاصل یہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح شوہر کو اس کا علم ہو کہ میری بیوی نے تفریق کی درخواست دی ہے، اور اس بارے میں شوہر کا جواب، اور رجحان معلوم کرے، اور شکایت کے دفعیہ کا پورا موقع دے۔اب اگر شوہر نے قاضی کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بیوی کے نان نفقہ کی ادائیگی شروع کر دی، یا کسی عزیز و اقارب، یا اجنبی شخص نے عورت کے نفقہ کی کفالت کر لی تو فبھا، اور اگر یہ تمام حربے ناکام ہو گئے اور عورت کی کفالت کی کوئی صورت نہیں رہی تو قاضی اب سے مزید ایک ماہ یا اپنی صوابدید پر اس سے کچھ زیادہ دن کی مہلت دینے کے بعد عورت کے مطالبہ پر تفریق کر دے، اور یہ تفریق طلاق رجعی قرار پائے گی، اب عورت عدت گزار کر نکاح کر سکتی ہے۔(مجموعہ قوانین اسلامی، دفعہ ۷۸،ص ۱۹۷/حیلہ ناجزہ، باب حکم زوجہ غائب غیر مفقود،ص ۷۷)

وجه :(۱) اس قول صحابی میں اس کا ثبوت ہے۔**نا عبید الله بن عمر عن نافع قال كتب عمر الى أمراء الاجناد فيمن غاب عن نسائه من أهل المدينة فامرهمأن يرجعوا الى نسائهم اما ان يفارقوا و اما ان يبعثوا بالنفقة فمن فارق منهم فليبعث بنفقة ما ترك۔**
(مصنف ابن ابی شیبة ،من قال علی الغائب نفقة فان بعث والا طلق ، ج رابع ،ص ۱۷۵،نمبر ۱۹۰۱۳/ مصنف عبد الرزاق ، باب الرجل یغیب عن امراتہ فلا ینفق علیھا ، ج سابع ،ص ۷۰،نمبر ۱۲۳۹۴) اس قول صحابی میں ہے کہ نفقہ دے، یا تفریق کرے۔

اس صورت میں [۱] شقاق ہے۔[۲] حق زوجیت کی ادائیگی نہیں ہے۔[۳] نان نفقہ کی ادائیگی نہیں ہے،اس لئے اس کی اصلاح کی صورت نہ ہونے پر قاضی تفریق کروا سکتا ہے،ان سب کے دلائل اوپر گزر چکے ہیں۔

(۸) آٹھواں سبب۔اختلاف دارین کی وجہ سے حق زوجیت ادانہ کرسکنا

یہاں اختلاف دارین کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک دارالاسلام ہواور دوسرادارالحرب ہو، بلکہ مطلب یہ ہے کہ دوملکوں کے درمیان ویزے کاسسٹم ہو،اور ویزہ نہ ملنے کی وجہ سے میاں بیوی کا ایک ساتھ گزارنامشکل ہو،مثلا بیوی برطانیہ کی ہے،اس کی شادی ہندوستانی لڑکے کے ساتھ ہوئی ،لیکن اب ویزا نہیں مل رہاہے،اورشوہرطلاق بھی نہیں دیتاہےاورخلع کے لئے بھی تیارنہیں ہےتو ،تفریق کرانے کی گنجائش ہوگی۔

وجہ : (۱)نان ونفقہ بھی ادانہیں ہورہاہے،اورحق زوجیت بھی ادانہیں ہورہاہے،اس لئے اوپر کے دلائل سےتفریق کی گنجائش ہوگی۔(۲)اس آیت میں اس کااشارہ ہے۔ **یا ایھا الذین آمنوا اذا جاء کم المومنات مهاجرات فامتحنوهن الله اعلم بايمانهن فان علمتموهن مومنات فلا ترجعوهن الى الكفار لا هن حل لهم ولا هم يحلون لهن وأتوهم ما انفقوا ولا جناح عليكم ان تنكحوهن اذا اتيتموهن اجورهن ولا تمسكو بعصم الكوافر.** (آیت۱۰،سورۃ الممتحنۃ ۶۰)اس آیت میں ہے کہ عورت دارالحرب سے ہجرت کر کے دارالاسلام آئےتو اس کوواپس نہ کرے، بلکہ اس سے نکاح کرلے، یہ اسی وقت ہوسکتاہےجبکہ میاں بیوی کا نکاح ٹوٹ چکا ہو،اس آیت کے اشارے سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف دارین سے نکاح ٹوٹ سکتا ہے، یا تفریق کروائی جاسکتی ہے، کیونکہ اب حقوق زوجین ادانہیں ہوسکتے۔

(۹) نواں سبب۔شوہر کا وطی پر قادر نہ ہونا یعنی عنین ہونا

کوشش کے باوجود وطی پر قدرت نہ ہو

وطی پر قدرت نہ ہونے کی متعدد صورتیں ہیں

[۱] ذکر کٹا ہوا ہے [مقطوع الذکر ہے]

[۲] آلہ تناسل اتنا چھوٹا ہے کہ اس کے باعث وہ صحبت پر قادر نہیں ہے۔

[۳] آلہ تناسل موجود ہے لیکن کسی مرض کے باعث عورت سے جماع پر قادر نہیں ہے، تو ان تمام صورتوں میں عورت کو قاضی کے ذریعہ نکاح فسخ کرانے کا اختیار رہے۔پہلی اور دوسری صورت میں قاضی فورا نکاح ختم کر دے گا، کیونکہ ذکر ہی نہیں ہے اس لئے علاج کی مہلت دینے سے کوئی فائدہ نہیں ہے ۔اور تیسری صورت میں [عنین میں] ایک قمری سال تک علاج کی مہلت دے گا، علاج کے بعد بھی جماع پر قادر نہ ہو سکا تو عورت کے مطالبہ پر فورا قاضی نکاح فسخ کر دے گا۔(مجموعہ قوانین اسلامی، دفعہ ۴۷، ص۱۹۳ر حیلہ ناجزہ، باب حکم زوجہ عنین، ص۴۳)

وجہ:(۱) عنین کے بحث میں سارے دلائل گزر چکے ہیں،۔

(۲) یہ اثر بھی ہے۔**عن عمر بن الخطاب انه قال فی العنین یوجل سنة فان قدر علیها والا فرق بینهما ولها المهر وعلیها العدة.** (سنن للبیہقی، باب اجل العنین ج سابع، ص ۳۶۸، نمبر ۱۴۲۸۹ر مصنف عبد الرزاق، باب اجل العنین، ج سادس، ص۲۰۰، نمبر ۱۰۷۶۲ر دار قطنی، کتاب النکاح، ج ثالث، ص ۲۱۱، نمبر ۳۷۶۹) اس قول صحابی سے معلوم ہوا کہ حاکم کے پاس معاملہ لے جانے کے وقت سے ایک سال کی مہلت دی جائے گی۔اس مدت میں صحبت کے قابل ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ عورت کے مطالبے پر تفریق کر دی جائے گی۔پھر عورت کو مہر بھی ملے گا اور اس پر

عدت بھی لازم ہوگی۔کیونکہ خلوت صحیحہ ہو چکی ہے۔(۳) اس قول صحابی میں عبداللہ ابن مسعود کا قول ہے۔ **ان عمر وابن مسعود قضیا بانها تنتظر به سنة ثم تعتد بعد السنة عدة المطلقة وهو احق بامرها فی عدتها** ۔(مصنف عبدالرزاق، باب اجل العنین ،ج سادس،ص ۲۰۰،نمبر ۱۰۷۶۴رمصنف ابن ابی شیبۃ ،۱۶۳ما قالوا فی امرأة العنین اذا فرق بینهما علیها العدة ؟ ،ج رابع ،ص ۱۵۴،نمبر ۱۸۷۹۶) اس اثر میں ہے کہ ایک سال کی مہلت دے جائے پھر تفریق کرادی جائے۔

(۱۰)دسواں سبب۔شوہر کا مجنون ہونا

شوہر کے جس جنون سے بیوی کے جسم و جان کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے وہ جنون موجب تفریق ہے۔لیکن شوہر کو قاضی علاج کے لئے ایک سال کی مہلت دیگا،اس کے بعد بھی افاقہ نہ ہوا اور بیوی علیحدگی چاہے تو قاضی تفریق کر دے گا۔(مجموعہ قوانین اسلامی،دفعہ ۶۷،ص ۱۹۵/حیلہ ناجزہ،باب حکم زوجہ مجنون،ص ۵۱)

وجہ: (۱)ان بیماریوں کی وجہ سے استفادہ مشکل ہوگا جو اصل مقصود ہے۔اس لئے شوہر کو جدا کرنے کی اجازت ہوگی اسی طرح عورت کو بھی گنجائش ہوگی کہ وہ نکاح فسخ کروالے

(۲)حضورؐ نے برص کی وجہ سے بیوی کو علیحدہ کیا تھا۔**عن ابن عمر ان النبی ﷺ تزوج امرأة من بنی غفار فلما ادخلت علیه رای بکشحها بیاضا فناء عنها وقال ارخی علیک فخلی سبیلها ولم یاخذ منها شیئا**۔(سنن للبیہقی،باب مایرد بہ النکاح من العیوب،ج سابع،ص ۳۴۸،نمبر ۱۴۲۲۱)اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عیب کی وجہ سے بیوی کو علیحدہ کر سکتے ہیں

(۳)**عن ابن عباس قال قال رسول الله اجتنبوا فی النکاح اربعة الجنون والجذام والبرص**۔(دار قطنی،کتاب النکاح،ج ثالث،نمبر ۳۶۲۸)

(۴)**عن سعید بن المسیب قال قضی عمرؓ فی البرصاء والجذماء والمجنونة اذا دخل بها فرق بینهما والصداق لها لمسیسه ایاها وهو له علی ولیها**۔(دار قطنی،کتاب النکاح،ج ثالث،ص ۱۸۷،نمبر ۳۶۳۱/سنن للبیہقی،باب مایرد بہ النکاح من العیوب،ج سابع،ص ۳۴۹،نمبر ۱۴۲۲۳)اس قول صحابی سے معلوم ہوا کہ ان عیوب کی وجہ سے میاں بیوی میں تفریق کی

جا سکتی ہے۔

(۵) اس حدیث میں بھی ہے۔**سمعت ابا هريرة يقول قال رسول الله** ﷺ **لاعدوى و لا طيرة و لا هامة و لا صفر و فر من المجذوم كما تفر من الاسد.** (بخاری شریف، باب الجذام، ص ۱۰۰۹، نمبر ۵۷۰۷) اس حدیث میں ہے کہ جذام سے شیر کی طرح بھاگو، جس سے اشارہ ہے کہ جس مرد یا عورت کو جذام ہو اس کو جدا کر سکتے ہو۔

(٦) شوہر کو امساک بالمعروف کرنا چاہئے، اوران بیماری کی وجہ سے وہ نہ کر سکا تو احسان کے ساتھ چھوڑ دینا چاہئے، اس آیت میں اس کا ثبوت ہے۔**الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسريح باحسان**۔(آیت ۲۲۹، سورۃ البقرۃ ۲)

(۷)**اذا طلقتم النساء فبلغن أجلهن فأمسكوهن بمعروف أو سرحوهن بمعروف و لا تمسكوهن ضرارا لتعتدوا** (آیت ۲۳۱، سورۃ البقرۃ ۲) ان آیتوں میں ہے کہ امساک بالمعروف نہ کرسکو تو احسان کے ساتھ چھوڑ دو۔اور شوہر احسان کے ساتھ نہیں چھوڑتا تو قاضی اس کا قائم مقام ہو کر تفریق کروائے گا۔

(۱۱) اگیارہواں سبب۔شوہر جذام، برص، یااس جیسے موذی مرض میں مبتلاء ہے

اگر شوہر جذام، برص، یااس جیسے موذی مرض میں نکاح کے بعد مبتلاء ہوا تو عورت کی درخواست پر قاضی تحقیق حال اور ثبوت شرعی کے بعد شوہر کوایک قمری سال علاج کی مہلت دیگا،اس کے بعد بھی اگرافاقہ نہ ہوا اور بیوی پھر تفریق کا مطالبہ کرے تو قاضی تفریق کر دیگا۔(مجموعہ قوانین اسلامی ، دفعہ ۷۵،ص ۱۹۴)

وجہ: اس کی دلیل مجنون کے تحت میں گزرچکی ہے۔وہاں دیکھیں۔

اگر شوہر نکاح سے پہلے ان امراض میں مبتلاء تھا اور عورت کو بھی پہلے سے اس کا علم تھا،اس کے باوجود عورت نے نکاح کیا تو اب اسے تفریق کے مطالبے کا حق حاصل نہ ہوگا۔

وجہ:(۱) مرض کو جانتے ہوئے نکاح کیا ہے اس لئے عورت اس مرض اوراس کے نقصان سے راضی تھی اس لئے اب اس کو تفریق کا حق حاصل نہیں ہوگا۔

(۲) اس قول تابعی میں اس کا ثبوت ہے۔**قلت عطاء أرأيت ان أقدمت امراة علی رجل و ھی تعلم انه لا يأتی النساء ؟ قال ليس لها كلامه و لا خصومته هو أحق بها** ۔(مصنف عبدالرزاق، باب المرأة تنکح الرجل وھی تعلم أنہ عنین ،ج سادس،ص۲۰۲،نمبر۱۰۷۷۳)اس قول تابعی میں ہے کہ پہلے سے عنین ہونا معلوم ہو پھر بھی نکاح کیا تو اب اس کو تفریق کا حق نہیں ہوگا،اسی طرح یہ امراض ہونا معلوم ہوتو اس کو تفریق کا حق نہیں ہوگا۔

لیکن اگر عورت کو اس کا علم نہیں تھا اور شادی ہوگئی تو عورت کو قاضی کے یہاں درخواست دیکر نکاح فسخ کرانے کا حق ہوگا،اس کی دلیل مجنون کے تحت میں گزر چکی ہے۔

(۱۲)بارھواں سبب۔غیر کفو میں نکاح کر دیا

غیر کفو میں نکاح کی کئی صورتیں ہیں اور ہر ایک کا الگ الگ حکم ہے اس کو دیکھیں:۔

[۱] باپ یا دادا پورے ہوش حواس کی حالت میں اور پوری خیر خواہی ، دور بینی اور عاقبت اندیشی کے ساتھ نا بالغ اولاد کی مصالح اور اس کی بھلائی کو سامنے رکھتے ہوئے اس کا نکاح ایسی جگہ کر دیں جو معاشرت میں اس کا ہم پلہ نہ ہوتو اس کا نکاح منعقد ہوگا اور لازم بھی رہے گا۔(مجموعہ قوانین اسلامی ،دفعہ ۶۹،ص ۱۸۸)

وجہ :(۱) باپ اور دادا کو نا بالغ اولاد کے نکاح کرانے کا حق ہے،اور مصلحت اور خیر خواہی کو سامنے رکھتے ہوئے نکاح کیا ہے اس لئے یہ نکاح منعقد ہوگا،اور فسخ کرانے کا حق بھی نہیں ہوگا ، ہاں نفقہ ادا نہ کرتا ہو، یا حق زوجیت ادا نہ کرتا ہو، یا شقاق ہوتو ان بنیادوں پر قاضی سے تفریق کرا جا سکتا ہے کفو کی بنیاد پر نکاح فسخ نہیں کرا سکتا۔کیونکہ ان دونوں میں شفقت کامل بھی ہے اور عقل کامل بھی ہے

(۲)اس قول تابعی میں ہے۔**عن عطاء انه اذا انكح الرجل ابنه الصغير فنكاحه جائز ولا طلاق له** . (سنن للبیہقی ، باب الاب یزوج ابنہ الصغیر، ج سابع ،ص ۲۳۲،نمبر ۱۳۸۱۷/مصنف ابن ابی شیبۃ ۱۲ فی رجل یزوج ابنہ وھو صغیر من اجازۃ ، ج ثالث ،ص ۴۴۹،نمبر ۱۶۰۰۹) اس قول تابعی میں ہے کہ باپ نے نا بالغ بیٹے کی شادی کرائی تو اس کو طلاق دینے کی اجازت نہیں ہوگی۔یعنی خیار بلوغ نہیں ملے گا۔اور اسی میں دادا بھی داخل ہوگا۔(۳) حضرت ابو بکرؓ نے اپنی نا بالغہ لڑکی حضرت عائشہؓ کی شادی حضورؐ سے کروائی اور ہو بھی گئی۔**عن عائشة ان النبي** ﷺ **تزوجها وهي بنت ست سنين وادخلت عليه وهي بنت تسع ومكثت عنده تسعا** (بخاری شریف،باب النکاح الرجل ولدہ الصغار ص ۷۷۱ نمبر ۵۱۳۳/مسلم شریف ، باب جواز تزویج الاب البکر الصغیرۃ ص

۴۵۶ نمبر ۱۴۲۲/۱۴۸۱ /۳۴۸۱) اس حدیث میں چھ سال کی نابالغ لڑکی کی شادی باپ نے کروائی اور نکاح ہو گیا۔

[۲] بالغ لڑکا اپنا نکاح ایسی جگہ کرلے جو معاشرت میں اس سے بہت نیچے ہو۔ تب بھی اس کا نکاح منعقد ہوگا، اور لازم بھی ہوگا، کفو کی بنیاد پر ولی اس کی تفریق نہیں کرا سکتا۔

وجہ: (۱) بالغ لڑکے کو اپنا نکاح کرنے کا حق ہے، اس لئے اس کو فسخ نہیں کرایا جا سکتا ہے

۔ (۲) جب بالغ لڑکی اپنا نکاح خود کر سکتی ہے تو لڑکا کیوں نہیں کر سکتا۔ لڑکی کی دلیل آگے آرہی ہے

[۳] باپ دادا کے علاوہ دوسرا ولی نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح ایسی جگہ کردے جو معاشرت میں اس کے مساوی نہ ہو، تو یہ نکاح ہی منعقد نہیں ہوگا۔

وجہ: (۱) کیونکہ باپ دادا کے علاوہ ولیوں کو کفو میں نکاح کرانے کا اختیار ملتا ہے، اس لئے غیر کفو میں نکاح کرانے سے منعقد ہی نہیں ہوگا۔

(۲) بیوی اور شوہر کی طبیعت ملنی ضروری ہے۔ اور یہ کفو ہو تب ہی ہو سکتا ہے۔ اس لئے کفو میں شادی کرنا چاہئے۔ البتہ غیر کفو میں شادی کرے تو صحیح ہے لیکن تفریق کا حق ہوگا۔

(۳) **عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله ﷺ لا تنکحوا النساء الا الاکفاء و لا یزوجھن الا الاولیاء، و لا مھر دون عشرة دراھم** ۔ (دار قطنی، باب کتاب النکاح، ج ثالث، ص ۱۷۳، نمبر ۳۵۵۹/ سنن بیہقی، باب اعتبار الکفائۃ، ج سابع، ص ۲۱۵، نمبر ۱۳۷۶۰) اس حدیث میں ہے کہ کفو میں ہی شادی کرے۔

(۴) **عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ تخیروا لنطفکم وانکحوا الاکفاء وانکحوا الیھم.** (ابن ماجہ شریف، باب الاکفاء ص ۲۸۱ نمبر ۱۹۶۸/ دار قطنی، کتاب النکاح ج ثالث ص ۲۰۷ نمبر ۳۷۴۶) اس حدیث میں بھی ہے کہ کفو میں نکاح کرو، جس کا مطلب یہ ہے کہ غیر کفو میں

نکاح کیا تو تفریق کرانے کا حق ہوگا (۵) کتب عمر بن عبد العزیز فی الیتیمین اذا زوجا وھما صغیر ان انھما بالخیار. (٦) دوسری روایت میں ہے. عن ابن طاؤس عن ابیه قال فی الصغیرین ھما بالخیار اذا شبا (مصنف ابن ابی شیبة ١٠ الیتیمة تزوج وھی صغیرة من قال لھا الخیار ج ثالث، ص ۴۴۸، نمبر ١٥٩٩٥/١٥٩٩٨) اس قول تابعی میں ہے کہ یتیم ی اور یتیمہ کی شادی کرائی۔ یتیمہ کے والد کا انتقال ہو گیا ہے اس لئے اس کے علاوہ نے ہی شادی کرائی ہوگی۔ اس لئے ان کو خیار فسخ ملے گا۔

[۴] باپ دادا اپنی بے غیرتی، لاپرواہی، یا لالچ وغیرہ کی وجہ سے نابالغ لڑکا، یا لڑکی کے مصالح اور اس کی بھلائی کو پیش نظر رکھے بغیر یا نشہ کی حالت میں اس کا نکاح ایسی جگہ کر دے جو اس کے ہم پلہ نہ ہو، تو اس کا نکاح ہی نہیں ہوگا۔ (مجموعہ قوانین اسلامی، دفعہ ٦٩، ص ١٨٩)

وجہ: (۱) باپ دادا کو مصلحت کے لئے نکاح کرانے کا حق دیا گیا ہے، اور یہاں ظاہری مصلحت کے خلاف کیا اس لئے یہ نکاح ہی نہیں ہوگا۔

(۲) اس حدیث میں اس کا ثبوت ہے۔ عن ابن عباس ان جاریة بکرا اتت النبی ﷺ فذکرت ان اباھا زوجھا وھی کارھة فخیرھا النبی ﷺ. (ابوداؤد شریف، باب فی البکر یزوجھا ابوھا ولا یستامرھا ص ۲۹۲ نمبر ۲۰۹٦ / دار قطنی، کتاب النکاح ج ثالث، ص ۱٦۳، نمبر ۳۵۱۷) اس حدیث میں ہے کہ رشتہ مناسب نہیں تھا تو حضورؐ نے نکاح کے توڑنے کا اختیار دیا

(۳) اس حدیث میں ہے کہ نکاح کو توڑ دیا. عن ابی ھریرة ان خنساء بنت خذام انکحھا ابو ھا و ھی کارھة فأتت النبی ﷺ فذکرت ذالک له، فرد نکاحھا، فتزوجھا ابو لبابة بن عبد المنذر. (دار قطنی، کتاب النکاح، ج ثالث، ص ۱٦۲، نمبر ۳۵۱۴) اس حدیث میں ہے کہ رشتہ مناسب نہیں تھا تو حضور نے اس کے نکاح کو توڑ دیا۔

[۵] بالغہ لڑکی اپنا نکاح ولی کی رضامندی کے بغیر غیر کفو میں کر لے تو نکاح منعقد ہو جائے گا، لیکن ولی عصبہ کو قاضی کے ذریعہ تفریق کرانے کا حق حاصل ہوگا۔ لیکن یہ حق اس وقت تک رہے گا جب تک کہ ولادت نہ ہوئی ہو، یا حمل ظاہر نہ ہوا ہو، کیونکہ اس کے بعد نکاح توڑنے میں بچے کا نقصان ہے۔

وجہ :(۱) لڑکی عاقلہ بالغہ ہے اور آزاد ہے اس لئے اپنا نکاح خود کرنے کا حق ہے، لیکن کفو میں نہ ہونے کی وجہ سے ولیوں کو عار محسوس ہو سکتا ہے اس لئے اس عار کو دفعہ کرنے کے لئے قاضی کے ذریعہ تفریق کرانے کا حق ہوگا۔

(۲) آیت سے پتہ چلتا ہے کہ خود وہ نکاح کر سکتی ہے۔ **اذا طلقتم النساء فبلغن اجلھن فلا تعضلوھن ان ینکحن ازواجھن اذا تراضوا بینھم بالمعروف** . (آیت ۲۳۲، سورۃ البقرۃ ۲) اس آیت میں ہے کہ عورتیں خود شادی کریں تو اے اولیاء تم ان کو مت روکو۔ جس سے معلوم ہوا کہ وہ بغیر اولیاء کے خود شادی کر سکتی ہیں

(۳) حدیث میں بھی اس کا ثبوت ہے۔ **ان ابا ھریرۃ ان النبی ﷺ قال لا تنکح الایم حتی تستأمر ولا تنکح البکر حتی تستأذن قالوا یارسول اللہ ﷺ کیف اذنھا ؟ قال ان تسکت** . (بخاری شریف، باب لا ینکح الاب وغیرہ البکر والثیب الا برضاھا، ص ۱۷۷، نمبر ۵۱۳۶/ مسلم شریف، استئذان الثیب فی النکاح بالنطق والبکر بالسکوت، ص ۴۵۵، نمبر ۱۴۱۹/ ۳۴۷۳/ ابو داؤد شریف، باب فی الاستیمار، ص ۲۹۲، نمبر ۲۰۹۲/ ترمذی شریف، باب ماجاء فی استیمار البکر والثیب، ص ۲۱۰، نمبر ۱۱۰۷) اس حدیث میں ہے کہ ثیبہ اور باکرہ سے جب تک اجازت نہ لے لی جائے تب تک نکاح نہ کیا جائے یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اصل حق عورت کو ہے۔ اس لئے بغیر ولی کے بھی وہ شادی کر لے تو شادی ہو جائے گی

(۴) دوسری حدیث میں ہے۔ **عن خنساء بنت حذام الانصاریۃ ان اباھا زوجھا وھی**

ثیب فکرهت ذلک فاتت رسول الله فرد نکاحه،(بخاری شریف، باب اذ زوج الرجل ابنتہ وھی کارھۃ فنکاحہ مردود،ص ۱۷۷، نمبر ۵۱۳۸/ابوداؤد شریف، باب فی الثیب ص ۲۹۳ نمبر ۲۱۰۱) اس حدیث میں ثیبہ عورت کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کیا تو آپؐ نے اس کو رد کر دیا۔جس سے معلوم ہوا کہ نکاح کا اصل حق عورت کو ہے۔

لیکن غیر کفو میں نکاح کرنے سے اولیاء کو تفریق کرانے کا حق ہوگا اس کا ثبوت اس حدیث میں ہے

(۵) حدیث میں اس کی صراحت ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوگا۔عن عائشة قالت قال رسول الله ایما امرأة نکحت بغیر اذن موالیها فنکاحها باطل ثلاث مرات فان دخل بها فالمهر لها بما اصاب منها فان تشاجروا فالسلطان ولی من لاولی له. (ابوداؤد شریف، باب فی الولی ص ۲۹۱ نمبر ۲۰۸۳) (۶) اور ترمذی میں اس طرح عبارت ہے۔عن ابی موسی قال قال رسول الله ﷺ لا نکاح الا بولی. (ترمذی شریف، باب ما جاء لا نکاح الا بولی،ص ۲۰۸ ،نمبر ۱۱۰۱/ابن ماجہ شریف، باب لا نکاح الا بولی،ص ۲۶۹، نمبر ۱۸۷۹) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوگا۔

[۶] بالغہ لڑکی اور ولی دونوں نے بشرط کفائت نکاح کیا یا شوہر کے ایسے بیان پر جس میں اس نے اپنے کو کفو ظاہر کیا، اس کو کفو سمجھ کر نکاح کیا گیا، اور بعد میں ظاہر ہوا کہ وہ کفو نہیں ہے تو ان صورتوں میں ولی اور اس بالغہ دونوں کو خیار کفاءت حاصل ہوگا اور قاضی کے ذریعہ نکاح فسخ کرایا جا سکے گا۔

وجہ :(۱) کیونکہ اس نے دھوکا دیا ہے، اور حقیقت میں لڑکی یا ولی راضی نہیں تھے۔(۲) اس اثر میں اس کا ثبوت ہے۔عن الثوری قال لو ان رجلا أتی قوما فقال انی عربی فتزوج الیهم فوجدوه مولی ، کان لهم أن یردوا نکاحه ، و ان قال أنا مولی فوجدوه نبطیا رد النکاح ۔(مصنف عبد الرزاق، باب الأکفاء ،ج سادس،ص ۱۲۴، نمبر ۱۰۳۶۸) اس قول تابعی میں

ہے کہ دھوکا دیکر نکاح کیا تو نکاح توڑوانے کا حق حاصل ہے۔

[۷] باپ یا دادا نابالغ اولاد کا نکاح کفاءت کی شرط پر یا کفاءت کے بارے میں فریق ثانی کے بیان پر اعتماد کر کے اس کے ساتھ نکاح کر دیں، پھر اس کے خلاف ظاہر ہوا تو باپ دادا کو عدم کفائت کی بنیاد پر قاضی کے ذریعہ تفریق کا حق حاصل ہوگا، بلکہ اولاد (جس کا نکاح باپ دادا نے کیا ہے) اگر بالغ ہو چکی ہے اور اس کے بلوغ سے پہلے باپ دادا نے عدم کفاءت ظاہر ہونے کے بعد اس نکاح پر رضا مندی ظاہر نہیں کی تو اولاد کو بھی عدم کفاءت کی بنیاد پر قاضی کے ذریعہ حق تفریق حاصل ہوگا۔ البتہ عدم کفو کی بنا پر ولادت نہ ہونے تک، یا حمل ظاہر نہ ہونے تک تفریق کا حق حاصل ہوگا، کیونکہ اس کے بعد بچے کا نقصان ہے۔ (مجموعہ قوانین اسلامی، دفعہ ۷۰، ص ۱۹۰

وجہ: اس کی دلیل وہی ہے جو نمبر ۶ میں گزرا کہ دھوکا دیا ہے، اس لئے تفریق کرانے کا حق ہوگا۔

(۱۳) تیرہواں سبب۔مہر میں غیر معمولی کمی کر دی

بالغہ لڑکی نے اپنا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر ایسے مہر پر کر لیا جو مہر مثل سے بہت کم ہے تو ولی عصبہ کو حق ہوگا کہ مہر مثل پورا کرائے، اگر شوہر مہر مثل پورا کرنے پر راضی نہ ہو تو ولی قاضی کے ذریعہ تفریق کرا سکتا ہے۔(مجموعہ قوانین اسلامی، دفعہ ۷۱، ص ۱۹۱)

وجہ :عرب میں مہر مثل سے بہت کم ہونا عار کی چیز ہے اس لئے ولی کم مہر سے راضی نہیں ہوگا اس لئے عار کو دور کرنے کے لئے تفریق کروا سکتا ہے۔

(۱۴) چودھواں سبب۔مرد نے اپنی حالت کے بارے میں عورت کو دھوکہ میں ڈال کر نکاح کرلیا

اگر کسی نے اپنے خاندان، عقیدہ، یا اپنی مالی حالت یعنی مہر ونفقہ پر قدرت کے بارے میں غلط بیانی کی اور لڑکی والوں کو دھوکہ میں ڈال کر نکاح کرلیا تو عورت کو قاضی کے ذریعہ فسخ نکاح کے مطالبہ کا حق ہوگا، اور قاضی اس بنیاد پر ثبوت شرعی کے بعد تفریق کرسکتا ہے۔(مجموعہ قوانین اسلامی، دفعہ ۸۳، ص ۲۰۲)

وجہ: عن الثوری قال لو ان رجلا أتی قوما فقال انی عربی فتزوج الیھم فوجدوہ مولی، کان لھم أن یردوا نکاحہ، و ان قال أنا مولی فوجدوہ نبطیا رد النکاح ۔(مصنف عبدالرزاق، باب الأ کفاء ، ج سادس، ص ۱۲۴، نمبر ۱۰۳۶۸) اس قول تابعی میں ہے کہ دھوکا دیکر نکاح کیا تو نکاح تڑوانے کا حق حاصل ہے۔

(۱۵) پندرہواں سبب۔خیار بلوغ

نابالغ لڑکا، یا نابالغہ لڑکی کا نکاح باپ اور دادا کے علاوہ کوئی دوسرا ولی کفو میں بھی کردے تو بالغ ہونے پر دونوں کو خیار بلوغ حاصل ہوگا، خواہ نکاح باقی رکھیں یا قاضی کے ذریعہ فسخ کرالیں۔(مجموعہ قوانین اسلامی، دفعہ ۲۷، ص ۱۹۲)

وجہ : (۱) باپ اور دادا کے علاوہ میں یا تو عقل ناقص ہوگی مثلا ماں ولیہ بنے تو شفقت کاملہ ہے لیکن عقل ناقص ہے۔اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ صحیح جگہ پر نکاح نہیں کرایا۔اس لئے نکاح توڑنے کا حق دیا جائے گا۔اور قاضی، بھائی، چچا یا چچازاد بھائی نے شادی کرائی تو ان لوگوں میں عقل تو ہے لیکن شفقت کاملہ نہیں ہے اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ صحیح جگہ پر نکاح نہیں کرایا۔اس لئے بالغ ہونے کے بعد نکاح توڑنے کا حق ہوگا، اور فطرت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ دوسرے کے دئے ہوئے زندگی کے ساتھی کو تبدیل کا اختیار ہو

(۲) قول تابعی میں اس کا ثبوت ہے۔**کتب عمر بن عبد العزیز فی الیتیمین اذا زوجا وهما صغیران انهما بالخیار.**

(۳) دوسری روایت میں ہے **.عن ابن طاؤس عن ابیه قال فی الصغیرین هما بالخیار اذا شبـــــا** (مصنف ابن ابی شیبۃ ۱۰ الیتیمۃ تزوج وھی صغیرۃ من قال لھا الخیار ج ثالث، ص ۴۴۸، نمبر ۱۵۹۹۵/۱۵۹۹۸) اس قول تابعی میں ہے کہ یتیم کو اور یتیمہ کو شادی کرائی۔یتیمہ کے والد کا انتقال ہوگیا ہے اس لئے اس کے علاوہ نے ہی شادی کرائی ہوگی۔اس لئے ان کو خیار ملے گا۔

(۱۶) سولھواں سبب۔حرمت مصاحرت کی وجہ سے تفریق

اگر بیوی نے دعوی کیا کہ شوہر کے مرد اصول وفروع میں سے کسی نے اسے شہوت کے ساتھ چھویا ہے، یا شوہر نے میرے اصول وفروع مؤنث میں سے کسی کو شہوت کے ساتھ مس کیا ہے اور شوہر نے بیوی کے اس بیان کی تصدیق کردی یا شوہر کے انکار کی صورت میں بیوی نے قاضی کی عدالت میں گواہوں کے ذریعہ دعوی کو ثابت کردیا تو زوجین کے درمیان دائمی حرمت پیدا ہوگئی اب شوہر کی ذمہ داری ہے کہ بیوی کو یہ کہہ کر کہ ,, میں نے تمہیں چھوڑ دیا ،، علیحدہ کردے ، اس طرح کے چھوڑ دینے کو شریعت میں ,, متارکت ،، کہتے ہیں ۔۔اگر شوہر اپنی تصدیق یا بیوی کے گواہ پیش کردینے کے باوجود متارکت سے گریز کرے تو قاضی نیابۃ عن الزوج تفریق کردے گا ،اور یہ تفریق ظاہراً و باطناً دونوں طرح نافذ ہوگی ۔اور اگر شوہر نے بیوی کے دعوی حرمت مصاحرت کو تسلیم نہیں کیا اور عورت گواہ بھی پیش نہ کرسکی تو قاضی مقدمہ کو خارج کردے گا ۔ (مجموعہ قوانین اسلامی ، دفعہ ۸۴ ،ص ۲۰۳ / حیلہ ناجزہ ، باب حرمت مصاحرت ،ص ۱۶۸)

حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ [۱] شہوت کے ساتھ عورت کو چھونے سے ،

[۲] شہوت کے ساتھ بوسہ لینے سے

[۳] شہوت کے ساتھ شرمگاہ کے اندر کے حصے کو دیکھنے سے بھی حرمت مصاحرت ثابت ہوجائے گی ، [۴] اور زنا سے

[۵] اور نکاح سے بھی حرمت مصاحرت ثابت ہوجائے گی ۔

وجہ :(۱) انکی دلیل یہ حدیث مرسل ہے۔عن ابی ھانی قال قال رسول اللہ من نظر الی فرج امرأۃ لم تحل لہ امھا و لا ابنتھا ۔(مصنف ابن ابی شیبۃ ،۴۸ الرجل یقع علی ام امرأتہ او ابنتہ

امرأتہ ماحال امرأتہ؟، ج ثالث، ص ۴۶۹، نمبر ۱۶۲۲۹ ر سنن للبیھقی، باب الزنا لا یحرم الحلال، ج سابع، ص ۲۷۶، نمبر ۱۳۹۶۹) اس حدیث مرسل سے پتہ چلا کہ اجنبی عورت کا فرج دیکھ لیا تو حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔

(۲)عن مکحول قال : جرد عمر بن الخطاب جارية فنظر اليها ثم سأله بعض بنيه أن يهبها له ؟ فقال انها لا تحل لک (مصنف عبدالرزاق، باب ما یحرم الامۃ والحرۃ، ج سادس، ص ۲۲۴، نمبر ۱۰۸۸۱ ر مصنف ابن ابی شیبۃ ۴۸ فی الرجل یجرد المرأۃ ویلتمسھا من لا تحل لابنہ وان فعل الاب، ج ثالث، ص ۴۶۸، نمبر ۱۶۲۱۵) (۳) اس قول صحابی میں ہے کہ ستر کھولا اور شہوت کے ساتھ حضرت عمرؓ نے دیکھا تو حرمت ثابت ہو گئی۔

(۳) عن ابراهيم قال اذا قبل الرجل المرأة من شهوة ، أو مس ، او نظر الى فرجها لا تحل لأبيه و لا لابنه ۔(مصنف عبدالرزاق، باب ما یحرم الامۃ والحرۃ، ج سادس، ص ۲۲۴، نمبر ۱۰۸۹۲ ر مصنف ابن ابی شیبۃ، ۴۸ الرجل یقع علی ام امرأتہ او ابنۃ امرأتہ ما حال امرأتہ؟، ج ثالث، ص ۴۶۹، نمبر ۱۶۲۳۰) ان دونوں اثروں میں بھی ہے کہ مرد نے عورت کو شہوت سے بوسہ لے لیا، یا شہوت سے چھو لیا، یا شہوت سے اس کی شرمگاہ کو دیکھ لیا تو اس سے حرمت مصاحرہ ثابت ہو جائے گی ، اب اسکے بیٹے یا باپ کے لئے حلال نہیں ہے۔

فائدہ :بعض حضرات کے یہاں وطی کرنے سے حرمت مصاحرہ ثابت ہوگی صرف شہوت کے ساتھ چھونے یا بوسہ لینے سے نہیں۔

وجہ :انکی دلیل یہ قول تابعی ہے۔**عن الحسن و قتادة قالا : لا يحرمها عليه الا الوطی** ۔ (مصنف عبدالرزاق، باب ما یحرم الامۃ والحرۃ، ج سادس، ص ۲۲۴، نمبر ۱۰۸۸۸) اس قول تابعی میں ہے کہ وطی سے حرمت مصاحرہ ثابت ہوگی۔

فائدہ :امام شافعیؒ: کے یہاں صرف نکاح صحیح سے حرمت مصاحرہ ثابت ہوگی ،موسوعہ میں عبارت یہ ہے۔و ما حرمنا علی الآباء من نساء الابناء و علی الابناء من نساء الاباء و علی الرجل من امهات نسائه و بنات نسائه اللاتی دخل بهن بالنکاح فأصیب ، فاما بالزناء فلا حکم للزنا یحرم حلالا فلو زنی رجل بامراة لم تحرم علیه و لا علی ابنه و لا علی ابیه ۔(موسوعہ امام شافعیؒ، باب ما یحرم من النساء بالقرابة ، ج عاشر،ص ۸۶،نمبر ۱۵۵۲۳)اس عبارت میں ہے کہ زنا سے حرمت مصاحرت ثابت نہیں ہوگی ،صرف نکاح سے ثابت ہوگی۔

وجه : (۱)حدیث میں اس کا ثبوت ہے۔عن عائشة انها قالت اختصم سعد بن ابی وقاص وعبد بن زمعة فی غلام فقال سعد هذا یا رسول الله ابن اخی عتبة بن ابی وقاص عهد الی انه ابنه انظر الی شبهه وقال عبد بن زمعة هذا اخی یا رسول الله ولد علی فراش ابی من ولیدته فنظر رسول الله ﷺ الی شبهه فرای شبها بینا بعتبة فقال هو لک یا عبد،الولد للفراش، وللعاهر الحجر، واحتجی منه یا سودة بنت زمعة قالت فلم یر سودة قط ۔(مسلم شریف، باب الولد للفراش وتوقی الشبهات،ص ۴۷۰،نمبر ۱۴۵۷/۳۶۱۳/ابو داؤد شریف، باب الولد للفراش،ص ۳۱۷ ،نمبر ۲۲۷۳)اس حدیث میں جس کی فراش تھی اس کا بچہ ثابت کیا،اور زانی کے لئے کہا کہ اس کے لئے پتھر ہے، یا نسب سے روکنا ہے،اس لئے زنا سے حرمت مصاحرہ ثابت نہیں کیا۔

(۲) اس آیت میں اس کا اشارہ ہے۔ هو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا و صهرا و کان ربک قدیرا ۔(آیت ۵۴،سورة الفرقان ۲۵)اس آیت میں احسان کے طور پر دامادگی کے رشتے کو بیان فرمایا ہے،اس لئے حرمت مصاحرت نکاح سے ہی ثابت ہوگی

۔(۳)دوسری حدیث میں ہے عن عائشة قالت سئل رسول الله ﷺ عن رجل زنا

بامرأة فاراد ان یتزوجها او ابنتها ،قال لا یحرم الحرام الحلال انما یحرم ما کان بنکاح ۔(سنن دار قطنی ،کتاب النکاح ،ج ثالث ،،ص ۱۸۸،نمبر ۳۶۳۸ رسنن للبیھقی ،باب الزنا لا یحرم الحلال ج سابع ،ص ۲۷۵،نمبر ۱۳۹۶۶)اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زنا سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی۔کیونکہ وہ حرام ہے اور حرام حلال عورت کو حرام نہیں کرے گا۔وہ تو صرف نکاح کے ذریعہ حرام ہوگی۔

(۴) و قال عکرمة عن ابن عباس اذا زنی بأخت امرأته لم تحرم علیه امرأته ۔ (بخاری شریف ،باب ما یحل من النساء وما یحرم ،ص ۶۵ ۷،نمبر ۵۱۰۵)اس قول صحابی میں ہے کہ بہن کے زنا سے اس کی بیوی حرام نہیں ہوگی ،جس سے معلوم ہوا کہ زنا سے حرمت مصاحرت ثابت نہیں ہو گی۔

(۵)حنفیہ نے جتنے آثار اور قول صحابی پیش کئے ہیں ،وہ اپنی باندی کے بارے میں ہیں ،کہ اپنی باندی کو شہوت سے چھویا تو اس سے حرمت مصاحرہ ثابت ہوجائے گی ،کیونکہ وہاں ملکیت کی وجہ سے نکاح کا رشتہ موجود ہے ،اجنبی عورت کے بارے میں کوئی ایسا اثر نہیں ہے کہ اس کو چھو لے تو اس سے حرمت مصاحرہ ثابت ہوجائے گی۔

(۶)یہ عقل کے بھی خلاف ہے کہ صرف چھونے سے حرمت کیسے ہوجائے گی ،اور بغیر قصور کے عورت کا بنا بنایا گھر کیسے برباد ہوجائے گا۔

نوٹ:۔عورت کے پاس کئی بچے ہوں اور کوئی گھر توڑنے کے لئے زنا کرکے یا شہوت سے چھوکر حرمت مصاحرہ ثابت کردے تو شدید مجبوری میں اس مسلک پر عمل کیا جا سکتا ہے ،کیونکہ اس کے لئے حدیث موجود ہے۔

(۱۷) سترہواں سبب۔فساد نکاح کی وجہ سے تفریق

نکاح فاسد ہے مثلا[۱] بغیر گواہ کے نکاح کیا

،[۲] عورت دوسرے کی عدت میں تھی اور نکاح کرلیا،

[۳] جو عورت نسبی طور پر حرام تھیں ، یا دامادگی کے رشتے سے حرام تھیں ، یا اب شہوت سے چھونے سے نکاح فاسد ہو گیا، یا دودھ پلانے کی وجہ سے حرام تھیں ان سے نکاح کرلیا تو یہ نکاح فاسد ہے ، ان صورتوں میں زوجین پر متارکت لازم ہے [یعنی ایک دوسرے کو چھوڑ دینا لازم ہے]، کیونکہ اصل میں نکاح ہی نہیں ہوا ، یا نکاح ہوا تھا لیکن اب باقی نہیں رہا۔اگر دونوں باہم جدا نہ ہوں تو قاضی دونوں کے درمیان تفریق کرادے۔(مجموعہ قوانین اسلامی ، دفعہ ۸۵، ص ۲۰۶)

وجہ : نکاح ہی نہیں ہوا ہے اس لئے قاضی اس نکاح کو باقی نہیں رکھے گا۔

(۱۸)اٹھارہواں سبب۔غیر مسلم حاکم سے فسخ نکاح

غیر مسلم حاکم کے طلاق دینے یا فسخ نکاح کرنے سے واقع ہوگی یا نہیں، یہ تین اصولوں پر مبنی ہے

اصول[۱] پہلا اصول یہ ہے کہ غیر مسلم حاکم کا فیصلہ دینی امور میں نافذ نہیں ہے۔

وجہ :(۱) اس آیت میں ہے کہ اپنا مسلمان حاکم ہو۔ **یحکم ذوا عدل منکم هديا بالغ الكعبة**۔(آیت ۹۵،سورۃ المائدۃ ۵)اس آیت میں ہے کہ تمہارے یعنی مسلمان میں سے عادل حکم ہو

(۲) **فاذا بلغن أجلهن فأمسكوهن بمعروف أو فارقوهن بمعروف و اشهدوا ذوا عدل منكم و اقيموا الشهادة لله** ۔(آیت۲،سورۃ الطلاق ۶۵)اس آیت میں ہے کہ تمہارے مسلمان آدمی میں سے عادل کو گواہ بناؤ،اور غیر مسلم عادل نہیں ہوتا،اس لئے وہ گواہ بھی نہیں بن سکتا اور نکاح توڑنے کا حاکم نہیں بن سکتا۔

(۳) درمختار میں ہے:**و اهله اهل الشهادة) اى ادائها على المسلمين كذا فى الحواشى السعدية .و فى تفصيله ، و مقتضاه ان تقليد الكافر لا يصح .. قال فى البحر. و به علم ان تقليد الكافر صحيح ، و ان لم يصح قضاؤه على المسلم حال كفره.** (درمختار، کتاب القضاء،مطلب: الحکم الفعلی ،ج ثامن،ص ۲۹)اس عبارت میں ہے کہ غیر مسلم کا فیصلہ خاص طور دینی معاملہ میں مسلمان پر نافذ نہیں ہوگا۔

[۲]**دوسرا اصول** یہ ہے کہ شوہر غیر مسلم حاکم کو طلاق دینے کا یا نکاح فسخ کرنے کا وکیل بنائے تو اس کے طلاق دینے ،یا فسخ نکاح کرنے سے طلاق واقع ہو جائے گی ،اور نکاح فسخ ہو جائے گا،وکیل بنانے کے لئے مسلمان ہونا ضروری نہیں ہے۔

وجہ :(۱) غیر مسلم کو وکیل بنانے کی دلیل یہ حدیث ہے۔**عن جابر بن عبد الله انه سمعه**

یحدث قال اردت الخروج الی خیبر فأتیت النبی ﷺ فسلمت علیه و قلت انی أردت الخروج الی خیبر ، فقال اذا أتیت وکیلی فخذ منه خمسة عشر وسقا فان ابتغی منک آیة فضع یدک علی ترقوقه ۔(سنن بیہقی ،باب باب التوکیل فی المال،الخ،ج سادس،ص۱۳۲،نمبر۱۱۴۳۲)اس حدیث میں وکیل سے مراد خیبر کے یہود وکیل ہے جس سے معلوم ہوا کہ غیر مسلم وکیل بن سکتا ہے۔

(۲) اس حدیث کے اشارے سے استدلال کیا جاسکتا ہے کہ غیر مسلم کو وکیل بنایا جاسکتا ہے۔ **عن ابن عمر ان رسول الله ﷺ عامل اهل خیبر بشطر ما یخرج منها من ثمر أو زرع ۔** (مسلم شریف، کتاب المساقاۃ والمزارعۃ ، باب المساقاۃ والمعاملۃ بجزء من الثمر والزرع ،ص ۶۷۸، نمبر۱۵۵۱/۳۹۶۲)(۳)**عن عبد الله بن عمر عن رسول الله ﷺ انه دفع الی یهود خیبر نخل خیبر و أرضها علی ان یعتملوها من اموالهم و لرسول الله ﷺ شطر ثمرها ۔** (مسلم شریف، کتاب المساقاۃ والمزارعۃ ، باب المساقاۃ والمعاملۃ بجزء من الثمر والزرع، ص۶۷۸،نمبر۱۵۵۱/۳۹۶۶) ان دونوں حدیثوں میں ہے کہ حضور نے اہل خیبر کو جو یہودی تھے کھیتی کرنے کا عامل بنایا اوراس میں اس کو وکیل بنایا، جس سے استدلال کیا جاسکتا ہے کہ غیر مسلم کو وکیل بنایا جاسکتا ہے۔

(۳) ذمی کو وکیل بنانا جائز ہے اس کے لئے درمختار کی عبارت یہ ہے۔ **و صح توکیل المسلم ذمیا ببیع خمر او خنزیر و شرائهما کما مر فی البیع الفاسد ۔**(درمختار، کتاب الوکالۃ ، ج ثامن ،ص ۲۷۷،)اس عبارت میں ہے کہ غیر مسلم کو شراب بیچنے کا وکیل بنا سکتا ہے۔

[۳] **تیسرا اصول** یہ ہے کہ شوہر غیر مسلم حاکم کے طلاق یا فسخ نکاح کے فیصلے پر راضی خوشی سے دستخط کردے کہ ہاں مجھے یہ طلاق ، یا فسخ نکاح منظور ہے تب بھی طلاق واقع ہوجائے گی ،اور نکاح

ٹوٹ جائے گا۔ کیونکہ طلاق کے لکھنے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

وجہ: (۱) **عن ابراهیم اذا کتب الطلاق بیده وجب علیه** ۔(مصنف ابن ابی شیبۃ، باب فی الرجل یکتب طلاق امراتہ بیدہ، ج رابع ،ص ۸۱،نمبر ۱۷۹۹۲ ر مصنف عبد الرزاق، باب الرجل یکتب الی امراتہ بطلاقھا، ج سادس ،ص ۳۲۰،نمبر ۱۱۴۸۰) اس قول تابعی میں ہے کہ ہاتھ سے طلاق لکھنے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے۔(۲) **عن عطاء انه سئل عن رجل انه کتب طلاق امراته ثم ندم فأمسک الکتاب قال ان امسک فلیس بشیء و ان امضاه فهو طلاق** ۔(مصنف ابن ابی شیبۃ ، باب فی الرجل یکتب طلاق امراتہ بیدہ ، ج رابع ،ص ۸۱،نمبر ۱۷۹۹۴ ر مصنف عبد الرزاق، باب الرجل یکتب الی امراتہ بطلاقھا ، ج سادس ،ص ۳۲۰،نمبر ۱۱۴۷۷)اس قول تابعی میں ہے کہ خوشی سے طلاق لکھے تو واقع ہوگی اور خوشی سے نہ لکھے تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔

برطانیہ میں غیر مسلم کورٹ سے طلاق (separation) کی 6 صورتیں اور ان کا حکم

[۱] ...... اگر شوہر نے غیر مسلم حاکم کے یہاں نکاح توڑنے (Divorce petition) کے لئے مقدمہ دائر کیا تو اس سے وہ نکاح توڑنے کا وکیل بن گیا، اور چونکہ طلاق دینے کا اختیار شوہر کو ہے، اس لئے اب یہ اختیار اس کے وکیل کو ہو جائے گا، چاہے وہ غیر مسلم ہو، اس لئے اس کے نکاح توڑنے (decree absolute) کے ہو جانے سے نکاح ٹوٹ جائے گا، کیونکہ اوپر گزرا کہ وکیل بنانے کے لئے مسلمان ہونا ضروری نہیں ہے، غیر مسلم حاکم بھی وکیل بن سکتا ہے۔ اس لئے اس صورت میں دوبارہ شرعی پنچایت سے نکاح توڑوانے کی ضرورت نہیں ہے۔

[۲]...... اگر عورت نے غیر مسلم حاکم کے کورٹ میں مقدمہ دائر کیا، حاکم نے شوہر کو فارم بھیجا کہ عورت نے نکاح توڑنے (separation) کے لئے درخواست دی ہے، آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ شوہر نے خط کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں بھی آپ کو نکاح توڑنے کا وکیل بناتا ہوں [یا قریب قریب یہی مفہوم لکھا] تو اس سے حاکم شوہر کی جانب سے نکاح توڑنے کا وکیل بن جائے گا، اور انکے نکاح توڑنے (separation) کرنے سے نکاح ٹوٹ جائے گا۔ اس لئے اس صورت میں دوبارہ شرعی پنچایت سے نکاح توڑوانے کی ضرورت نہیں ہے۔

[۳]...... اگر عورت نے غیر مسلم حاکم کے کورٹ میں (separation) کے لئے مقدمہ دائر کیا

تھا،اور ساری کاروائی کے بعد حاکم نے آخری طلاق (decree absolute) دے دی اور شوہر کو کاغذات بھیج دئے ،شوہر نے راضی خوشی سے اس پر دستخط کر دیا کہ میں اس فیصلے سے راضی ہوں اور اس کو قبول کرتا ہوں ،تو اس سے بھی طلاق واقع ہو جائے گی ، کیونکہ اوپر گزرا کہ لکھنے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔اس لئے اس صورت میں دوبارہ شرعی پنچایت سے نکاح توڑوانے کی ضرورت نہیں ہے۔

[۴]......اگر عورت نے غیر مسلم حاکم کے کورٹ میں نکاح توڑنے (separation) کے لئے مقدمہ دائر کیا تھا،اور ساری کاروائی کے بعد حاکم نے آخری طلاق (decree absolute) دے دی اور شوہر کو کاغذات بھیج دئے ،لیکن شوہر نے لگائے ہوئے الزام کو بھی دفع کرنے کی کوشش کی اور حاکم نے جو نکاح توڑا تھا (separation) کیا تھا،اس کا بھی انکار کیا۔تو اب شوہر نے حاکم کو نکاح توڑنے کا نہ وکیل بنایا اور نہ ہی دی ہوئی طلاق پر دستخط کیا،اس لئے حاکم نہ شوہر کا وکیل بنا اور نہ اس کی طلاق پر رضامندی کا اظہار کیا اس لئے اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی ،اور نہ نکاح ٹوٹے گا،اس لئے عورت کو دوبارہ شرعی پنچایت کے پاس جا کر شوہر کا جرم ثابت کرے اور نکاح فسخ کرائے ، ورنہ نکاح نہیں ٹوٹے گا۔

[۵]...... برطانیہ کے کورٹ میں ہوتا یہ ہے کہ کیس کی سماعت کے بعد اور دونوں طرف سے پوری کاروائی کے بعد حاکم پہلے (decree nisi) ڈکری نائسی دیتا ہے،جس کا دو مطلب لیا جاسکتا سکتا ہے

[۱] ...... ایک مطلب یہ ہے کہ ،آپ کو اطلاع دی جارہی ہے کہ اگلے کچھ مہینوں کے بعد آپ دونوں [میاں بیوی] کے درمیان بالکل جدائیگی کر دی جائے گی (decree absolute)

ڈکری ابسلوٹ [حتمی طلاق] دے دی جائے گی ۔اگر یہ مفہوم لیا جائے تو اس پر شوہر کے دستخط کرنے سے ابھی طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ حاکم مستقبل میں طلاق دے گا ابھی طلاق دی نہیں ہے۔

٦۔[٢]......اور (decree nisi) کا دوسرا مطلب یہ لیا جا سکتا ہے کہ ڈھیلی ڈھالی طلاق دی جا چکی ہے،اور حتمی طلاق (decree absolute) کچھ دنوں بعد دی جائے گی، اگر یہ مطلب لیا جائے ،اور اس پر شوہر نے دستخط کر دیا ہو، یا اس کے لئے حاکم کو وکیل بنا دیا ہو تو ابھی سے طلاق واقع ہو جائے گی ، کیونکہ شریعت میں ہلکی طلاق بھی واقع ہو جائے تو وہ لازمی ہو جاتی ہے اس لئے (decree nisi) ڈکری نائسی سے ہی طلاق واقع ہو جائے گی ،اور عورت کی عدت شروع ہو جائے گی۔

نوٹ: یہ صورتیں حضرت مفتی اسماعیل صاحب کچھولوی ، بریڈفورڈ ، انگلینڈ کے فتوی سے مأخوذ ہے، بحوالہ، اسلامی قانون نکاح وطلاق ، از مولانا یعقوب قاسمی صاحب ، ڈیوزبری ، انگلینڈ، ص152 سے 164 تک ۔

انگریزی زبان کے فارم میں ان مفہوموں کو دیکھ کر حکم لگائیں ،اور اس پر منطبق کریں۔۔

یورپ کے 3 اہم مسائل

جو قابل غور ہیں

(۱)۔۔جج (separation) علیحدہ کردے تو کیا کرے

عورت نے انگریز جج کے کورٹ میں علیحدگی کی درخواست دی شوہر نے نہ تو جج کو طلاق دینے کا وکیل بنایا، اور نہ (separation) علیحدگی کے کاغذ پر دستخط کیا، اس کے باوجود جج نے عورت کو (tion separa) کا کاغذ دے دیا، اور آخری طلاق (decree absolute) بھی دے دیا، اب گورمنٹ کے یہاں یہ دونوں میاں بیوی نہیں ہیں، اور قانونی طور پر ساتھ بھی نہیں رہ سکتے۔ لیکن چونکہ شوہر نے جج کو وکیل نہیں بنایا ہے اس لئے شرعی طور پر طلاق واقع نہیں ہوئی، ایسی صورت میں یہاں کے شرعی قاضی کے پاس یہ کیس جائے تو قاضی کیا کرے، دوبارہ پورے کیس کو چلائے، یا انگریز جج کے فیصلے پر فسخ نکاح کا سٹیفکیٹ جاری کردے؟

اس بارے میں قدیم کتابوں میں کوئی جزئیہ نہیں ملا لیکن قیاس یہ ہے کہ شقاق پیدا ہو چکا ہے، اور ان دونوں میں اتنی نفرت پیدا ہو چکی ہے کہ اب ساتھ رہنا مشکل ہے، اس لئے اس کو شقاق پر قیاس کیا جائے، اور اس کی بنیاد پر جج کے سارے فائل کو دیکھ کر اگر مناسب سمجھے تو قاضی فسخ نکاح کا سٹیفکیٹ جاری کردے، اور عورت اب سے عدت گذار کر دوسرے شادی کرسکتی ہے۔

(۲) دوسرا مسئلہ۔عورت کا دل نہیں مانتا

یورپ میں عورت کو گورمنٹ خرچ دے دیتی ہے جس کی وجہ سے وہ نان ونفقہ سے بے نیاز رہتی ہے اس لیءاگر شوہر سے نفرت ہو جائے تو وہ کسی حال میں شوہر کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی، بعض مرتبہ علیحدہ رہ کر حرام کاری میں مبتلاء رہتی ہے۔ایسی صورت میں شوہر کی جانب سے ظلم مبرح نہیں ہے جسکی بنیاد پر فسخ نکاح کرے، لیکن ساتھ رہنے کی کوئی شکل نہیں ہے اس صورت میں قاضی کیا کرے؟
قدیم کتابوں میں اس کا بھی کوئی جزئیہ نہیں ملا، لیکن قیاس یہ ہے کہ یہ بھی شقاق میں داخل ہے کہ آپس میں اتنی نفرت ہوگئی ہے کہ ساتھ رہنا مشکل ہے اس لئے مجبوری کے طور پر قاضی فسخ نکاح کا فیصلہ کرے

وجہ:(۱) اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی وجہ نہ ہو صرف آپس میں دل نہ ملتا ہو، اور آئندہ ملنے کی کوئی سبیل نہ ہو تب بھی تفریق کی جاسکتی ہے۔**عن ابن عباس انه قال جا ئت امراة ثابت بن قيس الى رسول الله ﷺ فقالت يا رسول الله انى لا اعتب على ثابت فى دين و لا خلق و لكنى لا أطيقه ، فقال رسول الله ﷺ فتردين عليه حديقته ؟ قالت نعم**۔(بخاری شریف ، باب الخلع وكيف الطلاق فيه، ص۹۴۳، نمبر ۵۲۷۵/ابن ماجۃ ، باب المختلعۃ يأخذ ما أعطاها، ص۲۹۴، نمبر ۲۰۵۶)اس حدیث میں ہے کہ شوہر کا دین اور اخلاق اچھے تھے لیکن دل نہیں مل رہا تھا تو آپ نے خلع کی اجازت دی، اور وہ نہ کرے یا مجبور کرے تو قاضی تفریق بھی کرا سکتا ہے۔
(۲)اس حدیث میں بھی اس کا ثبوت ہے۔**عن ابن عباس أن امرأة ثابت بن قيس اتت النبى ﷺ فقالت يا رسول الله ثابت بن قيس ما اعتب عليه فى خلق و لا دين و لكنى**

أکره الکفر فی الاسلام فقال رسول الله ﷺ أتریدین علیه حدیقته ؟ قالت نعم قال رسول الله ﷺ اقبل الحدیقة و طلقها تطلیقة ۔(بخاری شریف، باب الخلع وکیف الطلاق فیہ،ص۹۴۳،نمبر۵۲۷۳/ابن ماجۃ، باب المختلعۃ یأ خذ ما أعطاھا،ص۲۹۴،نمبر۲۰۵۶)

۳ تیسرا مسئلہ۔اچانک تین طلاق واقع ہوگئی تو راستہ کیا ہے

ایسا بھی ہوتا ہے کہ مثلا چار بچے ہیں،عورت کی عمر 40 سال ہے، وہ اس عمر میں ہے کہ دوسری شادی بھی نہیں کرسکتی ،اور غصے میں آ کر شوہر نے تین طلاق دے دی، اب شوہر پچتا رہا ہے،عورت کو دوبارہ رکھنا بھی چاہتا ہے،عورت بھی رہنا چاہتی ہے،اب اس عمر میں جائے بھی تو کہاں جائے ، بھائی بھی رکھنے کے لئے تیار نہیں ہے، پھر علیحدہ ہونے کی صورت میں ان چار بچوں کا کیا بنے گا ایسی عورت کی زندگی اندھیرے میں پھنس جاتی ہے اور وہ سسکتی رہتی ہے

بارہا یہ دیکھا گیا ہے کہ حلالہ کے ڈر سے میاں بیوی دم سادھ لیتے ہیں اور پھر ساتھ رہنے لگتے ہیں اور زندگی بھر حرام میں مبتلاء رہتے ہیں، کچھ زمزنہ گزر جانے کے بعد تو کوئی اس کا ذکر بھی نہیں کرتا کہ ہاں ان دونوں کے درمیان طلاق مغلظہ واقع ہوئی ہے۔

بعض لوگ یہ بھی کرتے ہیں ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک طلاق شمار کر لیتے ہیں اور پھر حلالہ کی ضرورت نہیں سمجھتے ،اور ساتھ رہنے لگتے ہیں

یہ تو طے ہے کہ تین طلاق واقع ہو چکی ہے اس لئے حلالہ کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے اس لئے بعض حضرات کی رائے ہے کہ ایسی مجبوری کی صورت میں حلالہ کا اقدام کرے۔

اس شرط پر نکاح کرنا کہ مجھے چھوڑ دو گے مکروہ ہے،حدیث میں ایسے مرد کو تیس مستعار [مانگا ہوا سانڈھ] کہا ہے۔،اور اندر نیت تو ہو لیکن شوہر سے چھوڑنے کی شرط نہ کرے تو کراہیت کم ہے، تاہم ایسی مجبوری میں اس کراہیت کا ارتکاب کرے اور دوسری شادی کر لے، اور دوسرے شوہر سے وطی کے بعد طلاق لے اور پھر عدت گزار کر پہلے شوہر سے نکاح کرے۔

بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس دوسرے شوہر سے نکاح کرتی ہے وہ اس کو طلاق نہیں دیتا ، یا

خوبصورتی کی وجہ سے یا بھاری رقم وصول کرنے کے لئے لٹکائے رکھتا ہے، اس لئے اس کی صورت یہ نکالی ہے کہ نکاح سے پہلے عورت تفویض لے لے۔یعنی شوہر سے یہ شرط لکھوالے کہ نکاح کے بعد میں اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہوں۔ یا کسی سمجھدار آدمی کے لئے یہ تفویض لے لے کہ شوہر طلاق نہ دے تو وہ طلاق دے سکتا ہے، اس صورت میں شوہر جلدی طلاق نہ دے تو عورت خود کو طلاق دے کر اپنے آپ کو فارغ کرلے، اور عدت گزار کر پہلے شوہر سے نکاح کرلے۔

تمت بالخیر

احقر ثمیر الدین قاسمی غفرلہ

۱۱؍ فروری ۲۰۱۲ء

مؤلف کا پتہ

Maulana Samiruddin Qasmi

70 Stamford Street , Old trafford

Manchester,England -M16 9LL

E samiruddinqasmi@gmail.com

Mobile (00 44) 07459131157